وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا ۱؎ انکی آنکھیں دیکھو

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں ۲؎ اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ۳؎ اور ہمیں کیا ہوا کہ

بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا

ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ

رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا

ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے ۴؎ تو اللہ نے انکے کہنے کے بدلے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

۵؎ انہیں باغ دیئے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ بدلہ ہے نیکوں کا اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰٓاَيُّهَا

ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ ہیں دوزخ والے ۶؎ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا

حلال کیں ۷؎ اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں ۸؎ اور کھاؤ

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ

جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ ۹؎ اور ڈرو اللہ سے جس پر

Page-193.bmp

۱۔ ہجرت سے پہلے حضور پر نور کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کفار مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ان میں حضرت عثمان بھی تھے اور عورتوں میں حضرت رقیہ اور ام سلمہ بھی تھیں۔ پھر حضرت جعفر طیار اور دوسرے لوگ بھی حبشہ پہنچ گئے اس کا نام ہجرت اولیٰ ہے۔ ان مہاجرین کا پہلا قافلہ گیارہ مرد اور چار عورتوں کا ماہ رجب نبوت کے ظہور کے پانچویں سال حبشہ داخل ہوا تھا۔ جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں امان مل گئی تو وہ بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کے شاکی ہوئے کہ یہ لوگ فسادی ہیں' آپ کے ملک میں فساد پھیلائیں گے۔ نجاشی نے کہا کہ ہم ان مہاجرین سے بات کر کے غور کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کو دربار میں بلایا گیا۔ نجاشی نے پوچھا کہ تم حضرت عیسٰی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ حضرت جعفر نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع فرما دی۔ تمام دربار کے نصرانی علماء اور خود نجاشی رونے لگے۔ نجاشی نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم سب کو میرے ملک میں بالکل امن ہے نجاشی ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ پھر حبشہ کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ۷۰ آدمی تھے۔ حضور نے سورۃ یٰسین سنائی جس پر وہ لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کے وقت عشق و محبت میں رونا اعلیٰ عبادت ہے۔ اسی طرح عذاب الٰہی کے خوف و رحمت الٰہی کی امید میں رونا عبادت ہے۔ نیز ہل ہل کر جنبش کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ جنبش عاشقوں کی وجدانی حالت ہے جیسے نسیم سے نرم شاخیں حرکت کرتی ہیں۔ تلاوت کرنے والا نسیم رحمت الٰہی سے ہلتا ہے۔ ۳۔ یعنی وہ پرانے مومن صحابہ کرام جو پہلے سے کلمہ توحید کی شہادت دے چکے ہیں۔ ہمیں بھی اس گروہ میں شامل فرما اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان اور نیا مسلمان ایمان میں برابر ہیں۔ حشر سب کا ایک ساتھ ہو گا ۴۔ حبشہ کے اس وفد کو جو مومن ہو کر حبشہ واپس آیا۔ یہود حبشہ نے ملامت کی کہ تم نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اور انہوں نے یہ جواب دیا جو رب نے نقل فرمایا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے۔ اگر ایک لفظ قبول فرمالے تو سارے گناہ معاف فرما دے۔ ان وفد والوں کو صرف اس جواب پر بخش دیا۔ ان کے صدقہ سے اللہ ہمارے گناہ بھی بخش دے ۶۔ اس آیت میں ان یہود پر عتاب ہے جنہوں نے اس وفد کو ایمان لانے پر طعن دیا تھا، لہٰذا فاتحہ کی چیز کو حرام نہ جانو۔ کسی حلال کو قسم کھا کر حرام نہ کر لو۔ جو چیز رب نے حرام نہ کی ہو اسے حرام نہ سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ حرمت کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہو گی۔ حرمت کے لئے دلیل چاہیے اور حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ان صحابہ کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضور کے وعظ سے متاثر ہو کر عثمان ابن مظعون کے گھر میں بیٹھ کر ترک دنیا کا عہد کیا کہ ہم ٹاٹ پہنیں گے۔ ہمیشہ روزہ رکھیں گے۔ رات بھر عبادت کیا کریں گے۔ گوشت نہ کھائیں گے۔ نرم بستر پر نہ سوئیں گے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ترک دنیا حرام ہے۔ تصوف کے معنی یہ نہیں کہ حلال چیزیں چھوڑ دی جائیں۔ تصوف حرام سے بچنے سے حاصل ہوتا ہے ۹۔ حلال وہ چیزیں جو حرام نہ ہوں۔ طیب وہ جو گندی نہ ہوں۔ تھوک رینٹ وغیرہ حرام نہیں حلال ہیں مگر طیب نہیں نیز لذیذ مزیدار چیزیں طیب ہیں یعنی خوب مزیدار چیزیں کھاؤ مگر حلال ہوں حرام نہ ہوں۔

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ

تمہیں ایمان ہے ۱ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ۲

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ

ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا ۳ تو ایسی قسم کا بدلہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جو ان میں سے

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ

کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے ۴ یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو ۵ اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

کہیں تم احسان مانو۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

بت ۶ اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام ۷

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ ۸ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم

يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں ۹

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے ۱۰ تو کیا تم

ا۔ یعنی حلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا مثل صفر کے ہے اگر دین سے خالی ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ ۲۔ مذہب حنفی میں لغو وہ قسم ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھالی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا ۳۔ یعنی نادانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔ دانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ، قسم لغو ہم بتا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غموس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھالی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، منعقدہ قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم منعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے ۴۔ خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہو گا جب کھانا کپڑا دینے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو، کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے، کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سبب سے پہلے مسبب نہیں ہو سکتا۔ (حنفی) ۶۔ انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں، نجس بھی ہے اور حرام قطعی بھی نشہ دے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوا۔ بہرحال حرام، اور دوسری شرابیں اگر نشہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا، بت بنانا، بتوں کی تجارت سب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ ۷۔ یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیت سے وہ آیات منسوخ ہو گئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھلاوے کے لئے نہ ہونا چاہیے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو ۹۔ اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں کبھی آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے جس سے قتل تک کی نوبت آجاتی ہے۔ جس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا دنیاوی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔

مُنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا

باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۱ اور ہوشیار رہو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے ۲

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ

جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے ۳

فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو کچھ انہوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں ۴ اور اللہ نیکوں کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ

دوست رکھتا ہے اے ایمان والو ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا

بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ

ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں ۵ کہ اللہ پہچان

اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

کرادے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

اس کے لئے دردناک سزا ہے ۶ اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا

میں ہو ۷ اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے ۸ تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی

قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ

جانور مویشی سے دے ۹ تم میں کے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ

ا۔ اللہ کی اطاعت صرف اس کے احکام میں ہے۔ رسول کی اطاعت قولی احکام میں بھی ہے اور عملی سنتوں میں بھی۔ کہ جس کا حکم دیں وہ فرض یا واجب ہے۔ جو ہمیشہ عمل کریں وہ سنت موکدہ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے نہ ماننے سے حضور پر نور پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سورج کے انکار سے اس کی روشنی میں کمی نہیں آ جاتی۔ کیونکہ ان پر تبلیغ لازم تھی جو انہوں نے بدرجہ اتم فرما دی۔ ہم ہی ان کے حاجت مند ہیں وہ ہمارے حاجت مند نہیں ۳۔ اس سے پتہ لگا کہ شرعی حکم آنے سے پہلے انسان پر گناہ کی پکڑ نہیں کیونکہ ابھی وہ کام گناہ نہیں ہوا تھا سوا شرک کے' کہ اگر کسی کو نبوت کے احکام نہ بھی پہنچیں' تب بھی اسے توحید کا اقرار کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ ہر ذرہ اس کی توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ آیت ان بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام ہونے سے پہلے وفات پا چکے تھے اور شراب استعمال فرماتے رہے تھے ۴۔ یہاں تقویٰ تین جگہ مذکور ہوا ہے۔ پہلے سے مراد برے عقیدوں سے بچنا ہے۔ دوسرے سے شراب' جوئے سے بچنا۔ تیسرے سے تمام بری باتوں سے بچنا مراد ہے۔ (خزائن العرفان) ۵۔ یہ آیت ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ۶ھ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا مسلمان احرام باندھے ہوئے تھے۔ احرام میں شکار حرام ہے۔ مگر رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش فرمائی کہ پرندے' چرندے' شکاری جانور ان کی سواریوں پر اس طرح چھا گئے کہ مسلمان اگر چاہتے تو ہاتھوں سے یا نیزوں سے شکار کر لیتے۔ تمام صحابہ کرام اول نمبر اس امتحان میں پاس ہو گئے ۶۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو طرح کا خاص کرم فرمایا۔ ایک یہ کہ پہلے سے اس امتحان کی خبر دے دی کہ مسلمان آمادہ ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھا ورنہ طالوت کے ساتھی اسرائیلی نہر کے امتحان میں بہت سے فیل ہو گئے تھے۔ ہمارے حضور پر نور نے قبر کے امتحان کے سارے پرچے اور ان کے جوابات اپنی امت کو بتا دیئے۔ حالانکہ امتحان کے سوالات چھپائے جاتے ہیں۔ یہ اس امت پر رب کا احسان ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بحالت احرام خشکی کا شکار حرام ہے البتہ دیوانہ کتا' بھیڑیا' خونخوار درندے' چیل' کوا' چوہا مارنا حلال ہے۔ ایسے ہی مچھر' چیونٹی' کھٹمل مارنا معاف ہے۔ (خزائن العرفان) ۸۔ محرم جان بوجھ کر خشکی کا شکار کرے یا خطا سے' بہر حال جزا واجب ہے' جان بوجھ کا ذکر تو اس آیت میں ہے اور خطا کا ذکر حدیث شریف میں ہے ۹۔ من النعم امام اعظم کے نزدیک ما کا بیان ہے اور امام محمد و شافعی کے نزدیک مثل کا بیان ہے لہٰذا امام اعظم کے نزدیک مثل سے معنوی مثل مراد ہے۔ یعنی قیمت' اور امام شافعی کے ہاں مثل سے جانور مراد ہے' لہٰذا امام اعظم کے نزدیک شکار کی قیمت واجب ہو گی اور امام شافعی کے نزدیک اس کا ہم شکل پالتو جانور اور قیمت وہاں کی جائے گی جہاں شکار کیا گیا۔

ع ۱۳ ۲

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکار کے کفارہ میں تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی قیمت کا جانور حرم شریف میں لے جا کر قربانی کر دے۔ دوسرے یہ کہ اس قیمت کی گندم خرید کر ہر مسکین کو فطرے کے بقدر یعنی سوا دو سیر دے دے۔ تیسرے یہ کہ ہر سوا دو سیر کے عوض ایک روزہ رکھ لے ۲۔ اس آیت سے بحالت احرام شکار کرنے کی حرمت معلوم ہوئی۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ شکاری کو مدد دینا' اس کی طرف اشارہ کرنا بھی محرم کے لئے حرام ہے اور محرم کا ذبیحہ شکار مردار ہو گا۔ کہ نہ خود محرم کھا سکے نہ کوئی دوسرا آدمی حاجی ہو یا غیر حاجی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر محرم چند شکار کرے تو اس پر فی شکار ایک کفارہ واجب ہے۔ ۳۔ محرم کو دریائی

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر

صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ

روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ

حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو

الَّذِیْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ

لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

آویزاں جانوروں کو یہ اس لئے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جان رکھو کہ اللہ کا

شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ ؕ مَا عَلَی الرَّسُوْلِ

عذاب سخت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول پر نہیں

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾

مگر حکم پہنچانا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو

شکار حلال ہے۔ دریائی شکار وہ جو دریا میں پیدا ہو اور خشکی کا وہ جو خشکی میں پیدا ہو۔ رہنا سہنا خواہ کہیں ہو۔ ۴۔ خیال رہے کہ دو شکار حرام ہیں۔ محرم کا اور حرم کا۔ حرم شریف میں رہنے والے شکاری جانور کو نہ حلال آدمی شکار کر سکتا ہے' نہ محرم۔ وہ اللہ کی امان میں ہیں۔ یہاں احرام کے شکار کی حرمت کا ذکر ہے جو احرام ختم ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر حرم کا شکار ہمیشہ ہر شخص کے لئے حرام ہے خواہ وہ شخص حلال ہو یا محرم۔ بلکہ حرم کے شکار کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے ۵۔ یعنی کعبہ معظمہ کے ذریعہ مسلمانوں کے دینی و دنیاوی امور قائم ہیں کہ وہاں خائف کو امن ملتی ہے۔ اس کعبہ سے اہل حجاز کا رزق وابستہ ہے۔ اس کعبہ سے نمازیں' حج' عمرہ قائم ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ ۶۔ ہدی اور ماہ محرم سے بھی دینی دنیاوی امور وابستہ ہیں کہ اس کے گوشت سے غریبوں اور امیروں کا گزارہ ہے اور اس سے ایک رکن اسلامی ادا ہوتا ہے۔ ۷۔ اس لئے اللہ سے امید بھی رکھو اور اس کا خوف بھی۔ اس خوف و امید سے ایمان قائم ہے۔ ۸۔ اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے کہ وہ تمہارے حاجت مند نہیں تم ان کے محتاج ہو۔ اگر کوئی بھی ان کی اطاعت نہ کرے تو ان کا کچھ نہ بگڑے کیونکہ وہ تبلیغ فرما چکے۔ سورج سے اگر کوئی نور نہ لے تو سورج کا نقصان نہیں۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ

تم فرما دو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں اگرچہ تجھے گندے کی

كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

کثرت بھائے لہ تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ

فلاح پاؤ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں

اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ

تو تمہیں بری لگیں ٹہ اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے

الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۗ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے

حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا

Page 197.bmp

والا حلم والا ہے تم سے اگلی ایک قوم نے انہیں پوچھا پھر ان سے

بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ

منکر ہو بیٹھے ہے اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار

وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ

اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۗ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ

باندھتے ہیں ہے اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں اور جب ان سے کہا جائے

لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا

آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف ہے کہیں

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۚ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا

ع ۴

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادتی تعداد اور کثرت رائے دینی امور میں معتبر نہیں۔ ایک مسلمان سواد اعظم ہے' لاکھوں کفار یا بے دین سواد اعظم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کافر' صالح' فاسق حلال' حرام' خبیث طیب برابر نہیں ہو سکتے۔ جو کہے کہ ہندو اور مسلمان آپس میں برابر اور بھائی بھائی ہیں۔ وہ اس آیت کے خلاف کہتا ہے۔ رب فرماتا ہے لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ بلکہ عالم و جاہل برابر نہیں۔ ۲۔ شان نزول بعض لوگ حضور پر نور سے اکثر بے فائدہ باتیں پوچھا کرتے تھے۔ حضور میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ وہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ناگوار خاطر مبارک ہوتا تھا ایک روز ارشاد فرمایا کہ اچھا جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ ہم ہر بات کا جواب دیں گے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ حضور! میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا جہنم۔ دوسرے نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا صداقہ یعنی تو حرامی ہے۔ اپنے باپ کے نطفے سے نہیں کیونکہ اس کی ماں کا خاوند کوئی اور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب سے اپنے راز فاش نہ کراؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو ازل سے ابد تک سب کچھ روشن ہے۔ کس کا بیٹا ابتدا ہے۔ جنتی یا دوزخ میں جانا انتہا۔ مگر دونوں کی حضور کو خبر ہے اگرچہ ظاہر نہ فرمائیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور پر نور نے فرمایا کہ حج فرض ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ کیا ہر سال۔ حضور نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے کئی بار یہ سوال کیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہو جاتا اور پھر تم نہ کر سکتے۔ جو میں بیان نہ کروں تم اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے مالک احکام بنایا ہے۔ آپ کی ہاں اور نہ شرعی احکام ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر چیز مباح ہے جب تک شریعت حرام نہ کرے جیسا کہ 'عفا اللہ عنہا سے معلوم ہوا ۳۔ اس سے اشارۃً' یہ بھی معلوم ہوا کہ وظیفہ وغیرہ میں پابندیاں مت لگاؤ۔ جیسے پہنچے بلا قید ادا کر لو۔ یہ صراحۃً" معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت نے حرام نہ کی ہو وہ حلال ہے حدیث شریف میں ہے کہ حلال وہ جسے اللہ حلال کرے۔ حرام وہ جسے اللہ نے حرام فرمایا۔ اور جس سے خاموشی رہی وہ معاف ہے لہٰذا محفل میلاد شریف' عرس وغیرہ کو چونکہ اللہ رسول نے حرام نہ فرمایا لہٰذا حلال ہے ۴۔ یعنی اگلی امتوں نے نبیوں سے سوالات کر کر کے احکام سخت کرا لئے پھر انہیں نباہ نہ سکے۔ ۵۔ یعنی ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہو گیا بلکہ حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرا دیتا۔ ہاں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کر دے گا۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اگر یہ جانور حرام ہوتے تو پھر کافر بچے تھے۔ ۶۔ یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا گوشت دودھ حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری ایک بحیرہ' یہ وہ اونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے اور آخر میں اس کے نر ہو۔ اس کا کان چیر دیتے تھے۔ دوسری سائبہ' یہ اونٹنی تھی جس کے متعلق وہ بتوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بیمار اچھا ہو جاوے یا فلاں سفر سے بخیریت آ جاوے تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ یعنی بجار' تیسری وصیلہ' یہ وہ بکری تھی جس کے سات بچے پیدا ہو جاتے اور آخر میں نر مادہ جوڑا ہوتا' چوتھے حامی' یہ وہ اونٹ تھا جس سے دس بار گیابھ حاصل کر لیا جاتا تو اسے چھوڑ دیتے ۷۔ کہ ان جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ وہ حلال ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔ صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں یہ جانور بھی ضرور ہوتے تھے مگر سب

(بقیہ صفحہ ۱۹۷) کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کرلیتے تھے اور کھاتے تھے۔ کوئی تحقیق نہ فرماتے تھے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ فقط قرآن کی طرف آنا کافی نہیں بلکہ قرآن والے محبوب کی طرف بھی رجوع ضروری ہے۔ یعنی قرآن کے ساتھ حدیث شریف کو بھی مانے' ہاتھ میں قرآن ہو اور دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جب ہدایت ملتی ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسم اختیار کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ صالحین کی اتباع ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس

لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
کو یا یا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں نہ راہ پر ہوں ۱ اے ایمان والو

عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ
تم اپنی فکر رکھو ۲ تمہارا کچھ نہ بگڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو ۳

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا۔ جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا
کرتے تھے ۴ اے ایمان والو ۵ تمہاری آپس کی گواہی جب

حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا
تم میں کسی کو موت آئے ۶ وصیت کرتے وقت تم میں سے دو

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ
معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو ۷ جب تم ملک

ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ
میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ
ان دونوں کو نماز کے بعد روکو ۸ وہ اللہ کی قسم کھائیں

اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى
اگر تمہیں کچھ شک پڑے ۹ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے ۱۰ اگرچہ قریب کا

وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ۝
رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ
پھر اگر پتہ چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے ۱۱ تو ان کی جگہ دو اور

لئے یہاں لَا یَعْلَمُوْنَ اور لَا یَهْتَدُوْنَ کی قید لگائی گئی ۲۔ دوسروں کی فکر میں اپنے سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ پہلے خود درست ہو پھر بعد میں دوسروں کو درست کرنے کی کوشش کرو ۳۔ عقائد درست کرکے اور اعمال کرکے' ان میں تبلیغ بھی شامل ہے۔ جو باوجود قدرت کے تبلیغ نہ کرے اور وہ راہ پر ہی نہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ یہ خبر دینا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا ہم خبر دیں گے ۵۔ شان نزول۔ حضرت بدیل جو عمرو ابن عاص کے غلام تھے دو نصرانیوں تمیم بن اوس اور عدی بن بداء کے ساتھ شام کی طرف بغرض تجارت گئے۔ شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے۔ انہوں نے چپکے سے اپنے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور جب مرنے لگے تو تمیم اور عدی کو وصیت کی کہ میرا یہ تمام مال مدینہ منورہ پہنچ کر میرے گھر والوں کو دیدیں۔ بدیل کی وفات کے بعد ان دونوں نصرانیوں نے بدیل کا سامان دیکھا تو اس میں ایک چاندی کا پیالہ جس پر سونے کا پانی پھرا تھا وہ بھی تھا۔ ان دونوں نے وہ پیالہ تو غائب کر دیا اور باقی سامان بدیل کے گھر والوں تک پہنچا دیا۔ گھر والوں نے جب اس فہرست کو دیکھا' تو پیالہ نہ پایا۔ انہوں نے دونوں نصرانیوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ ہم نے تو جیسا مال پایا ویسا ہی تم تک پہنچا دیا۔ یہ مقدمہ حضور پر نور کی کچہری میں پیش ہوا۔ یہ دونوں وہاں بھی انکاری ہو گئے۔ پھر وہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔ جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ تمیم وعدی سے خریدا ہے۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان۔ تفسیر خازن۔ ترمذی شریف) ۶۔ یعنی علامات موت نمودار ہو جائیں اور بچنے کی امید نہ رہے کہ اکثر وصیت ایسی ہی حالت میں کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ اور اس پر بھی یہی احکام جاری ہیں۔ وصیت کی حقیقت ہے کسی کو بغیر عوض اپنے مال کا مالک بنانا موت پر معلق کر کے ۷۔ اس غیر سے مراد مدعیٰ علیہ ہے نہ کہ کفار کیونکہ

کافروں کی گواہی مسلمان پر درست نہیں۔ یعنی دوسرے قبیلہ کے مسلمان اس لئے ساتھ میں سفر کا ذکر فرمایا۔ ۸۔ عصر کی نماز کے بعد کیونکہ اس وقت لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ نیز اہل عرب اس وقت جھوٹ بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت یا جس جگہ کو لوگ معظم جانتے ہوں وہاں لے جاکر قسم لی جاوے۔ چنانچہ حضور پر نور نے اپنے منبر کے پاس کھڑا کر کے ان سے قسمیں لیں۔ آج بھی اگر کسی ایسے شخص کو جو بزرگوں کے مزار کا بہت ادب کرتا ہو' مزار شریف پر لے جاکر قسم لی جاوے یا مسجد میں یا خانہ کعبہ کے پاس لے جاکر قسم لی جاوے تو بہتر ہے۔ ۹۔ ان کی امانتداری اور دینداری میں۔ (خزائن العرفان) ۱۰۔ یعنی مال کی خاطر جھوٹی قسم کھائیں گے ۱۱۔ جیسے کہ یہاں تمیم اور عدی کا جھوٹ ثابت ہوا کہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔

ا۔ یعنی میت کے وارثوں میں سے دو آدمی قسم کھائیں کہ یہ دونوں امین جھوٹے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مالی معاملات اور اکثر امور میں دو کی گواہی چاہیے۔ زنا میں چار کی گواہی ضروری ہے۔ رمضان کے چاند میں ایک کی خبر کافی ہے۔ جب ابر ہو۔ کبھی ایک گواہی اور جگہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۲۔ چنانچہ جب پیالہ مکہ معظمہ میں ملا تو بدیل کے وارثوں میں سے دو آدمیوں نے قسم کھائی کہ یہ پیالہ ہمارے مورث کا ہے اور ہم سچے ہیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک معاملہ میں دو شخص مدعی ہو سکتے ہیں اور ان دونوں پر گواہی قائم کرنا واجب ہو گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مدعی نفی پر بھی گواہی لازم ہے کیونکہ بدیل کے وارثین نفی کرنے والے ہی تو تھے۔ مگر رب نے ان پر بھی گواہی لازم فرمائی۔ بدیل کا واقعہ شان نزول میں بیان ہو چکا۔ ۴۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں ایسی گواہیاں اس لئے لی جاویں تاکہ آئندہ لوگ اپنی رسوائی اور سزا کے خوف سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں۔ ۵۔ یعنی کافروں کو جوابات' قبر و حشر کی یا قیامت کے بعد جنت کی راہ نہ ملے گی۔ مومن بفضلہ تعالیٰ قبر و حشر میں صحیح جواب دے گا۔ اور جنت میں اپنے گھر بلا تکلف ایسے پہنچے گا جیسے ہمیشہ کا رہنے والا ہے۔ یا دنیا میں کفار کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ کیونکہ اعمال کا نیک ہونا درستی عقاید پر موقوف ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں کافروں کو ایمان کی ہدایت نہیں دیتا۔ حضور نے کافروں ہی کو مسلمان بنایا۔ اب بھی ہزارہا کافر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال ہر جگہ سائل کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا کچھ اور مقصد سے بھی ہوتا ہے۔ یہاں رب کا یہ پوچھنا کفار پر نبی سے مخالف دعویٰ کرانے کے لئے ہے ۷۔ یہ جواب اول قیامت میں ادب دربار کے لئے ہو گا یا ان کفار سے بیزاری اور شفاعت کے انکار کے لئے۔ پھر دوسرے وقت یہی نبی اپنی قوم کی شکایت فرمائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا لہٰذا اس آیت سے انبیاء کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی' نہ ان کا کذب لازم آتا ہے۔ نیز آیات میں کسی قسم کا تعارض بھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ انبیاء کرام اپنی قوم کی تکالیف اور ان کی تکذیب کو بھول جاویں۔ قیامت میں تو ہر شخص کو دنیا کے کام یاد آ جائیں گے۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ۸۔ آپ پر یہ احسان کہ آپ کو کلمۃ اللہ روح اللہ بنایا۔ حضرت جبریل کو آپ کا خادم بنایا۔ والدہ پر یہ احسان کہ انہیں تمام جہان کی عورتوں سے افضل کیا۔ کلمۃ اللہ کی والدہ بنایا۔ یہود کے الزام دفع کرنے کے لئے شیر خوار بچے کی گواہی دلوائی وغیرہ وغیرہ۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد برحق ہے۔ اور رب کی نعمت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام' ملائکہ سے افضل ہیں۔ کہ حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص اور مؤید ہیں۔ ۱۰۔ یہ عطف' تفسیری ہے یعنی کتاب و حکمت سے مراد توریت انجیل ہے یا کتاب و حکمت سے تورات و انجیل کے اسرار ہیں اور توریت و انجیل سے مراد ان کتب کے الفاظ ہیں یا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف حضرت مسیح نے پہلی بار زمین پر رہ کر تورات و انجیل پر عمل کرایا۔ قریب قیامت زمین پر آ کر لوگوں سے قرآن و حدیث پر عمل کرائیں گے۔ نہ کسی سے قرآن و حدیث سیکھیں گے نہ کسی کی تقلید کریں گے چونکہ قرآن توریت و انجیل سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب بلاواسطہ سکھاتا ہے۔

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ

کھڑے ہوں[۱] ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے انکا حق لے کر ان کو

فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا

نقصان پہنچایا جو میت سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ

وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ

ٹھیک ہے[۲] ان دو کی گواہی سے اور ہم حد سے نہ بڑھے[۳] ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں[۴] یہ قریب

أَن يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَن

تر ہے اس سے کہ گواہی جیسی چاہیئے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کر دی جائیں

تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ

ان کی قسموں کے بعد[۴] اور اللہ سے ڈرو اور حکم سنو

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ

اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا[۵] جس دن اللہ جمع

اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ

فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا[۶] عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں[۷]

إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١٠٩﴾ إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ

بے شک تو ہی ہے غیبوں کو خوب جاننے والا جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے

مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ

عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر[۸] جب میں نے روح

بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَ

پاک سے تیری مدد کی[۹] تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور

إِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ

جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل[۱۰]

ع ۱۴ — وقف لازم

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ

اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک

فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی ۱ اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے

بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ

حکم سے شفا دیتا ۲ اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا ۳ اور جب میں نے

اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا ۴ جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو

كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ

ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ۵ اور جب میں نے

اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

حواریوں کے دل میں ڈالا ۶ کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى

اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ۷ جب حواریوں نے کہا ۸ اے عیسیٰ

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

ایک خوان اتارے ۹ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۱۰

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں ۱۱ اور ہم

اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں ۱۲

۱۔ یہ آیت مشائخ کے دم درود کی دلیل ہے۔ ہمیشہ فیض دیتے وقت دم کیا جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک ہی ماری تھی۔ حضرت اسرافیل پھونک مار کر ہی صور کے ذریعے لوگوں کو زندہ کریں گے۔ معلوم ہوا' کہ پھونک میں اثر ہے۔ رب نے حضرت آدم میں روح پھونکی تھی۔ اب بھی صوفیاء کرام دم کرتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی بحکم پروردگار دافع ابلاء مشکل کشا ہوتے ہیں کیونکہ اندھا یا کوڑھی ہونا بلا ہے جو حضرت مسیح کے دم سے دفع ہوتی تھی۔ مدینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے۔ آب زمزم جو حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پیدا ہوا' شفا ہے حضرت ایوب کے پاؤں کا غسالہ شفا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۳۔ یعنی قبر میں دفن شدہ مردوں کو زندگی بخشتے تھے۔ چنانچہ آپ نے صدہا سال پیشتر فوت ہوئے حضرت سام بن نوح کی قبر پر جا کر انہیں زندہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبوبوں کی کرامت اور معجزے سے ان کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے۔ لہٰذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی کشتی کو صحیح سلامت نکالا ہو تو کیا بعید ہے۔ اس برات کے دولہا کا نام کبیر الدین ہے۔ لقب دریائی دولہا۔ اب انہیں شاہد ولہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات پاکستان میں ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ یہود آپ کے قتل کے درپے ہو گئے اور سولی دینے کے ارادہ سے آپ کو قید کر دیا۔ رب نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور وہ دشمن خائب و خاسر رہ گئے۔ ۵۔ آپ کے زمانہ میں طب کا بہت زور تھا۔ آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا جو اس زمانہ میں رائج تھا۔ جیسے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا بہت زور تھا تو اسی قسم کا آپ کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج کل سائنس کا زور ہے' اسے ایسی ایجاد عطا ہوتی جو ان تمام ایجادوں سے اعلیٰ ہوتی ۶۔ جب وحی کی نسبت غیر نبی کی طرف ہو تو اس سے مراد دل میں ڈالا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اور فرماتا ہے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ وہی معنی یہاں مراد ہیں۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنا ایمان و اسلام چھپانا نہیں چاہیے' ظاہر کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو بھی گواہ بنانا بہت اعلیٰ ہے اور افضل ہے کہ یہ رب کے گواہ ہیں ۸۔ حواری حور سے بنا' معنی خالص سفیدی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے خاص صحابہ کو حواری کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خالص اور مخلص مومن تھے۔ ان میں بعض دھوبی بعض مچھیرے بعض رنگریز تھے۔ یہ بارہ حضرات تھے ۹۔ ابھی یہ لوگ آداب سے ناواقف تھے۔ حضرت روح اللہ کو محض نام سے پکارا اور حق تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے۔ ناواقفوں پر ان باتوں کی پکڑ نہیں ہوتی۔ ۱۰۔ معجزات کا مطالبہ کرنا مومنوں کا کام نہیں۔ جو معجزہ مطالبہ کر کے دیکھا جاوے اس کے نہ ماننے پر عذاب آجاتا ہے ۱۱۔ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین حاصل کریں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى، اور پھر فرمایا تھا وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے درجے مختلف ہیں۔ اور کوئی شخص نبی کی طرح مومن نہیں ہو سکتا۔ ۱۲۔ یعنی ہم آپ کی نبوت کے عینی گواہ بن جائیں اور بعد والے ہماری اس عینی گواہی سے فائدہ حاصل کریں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ان سے فراغت حاصل ہونے پر ان سے بھی دعا کرائی اور خود بھی وہ دعا کی جو یہاں مذکور ہے۔ خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں دسترخوان سے کھانے غذاءً یا دواءً کھانا مقصود نہ تھا بلکہ تبرکاً کھانا مقصود تھا جس سے ان کے دلوں میں نور و سرور پیدا ہو۔ اطمینان سے مراد دل کا دائمی چین و سکون ہے اور صدقتنا کا مطلب یہ

(بقیہ صفحہ ۲۰۱) ہے کہ آپ نے جو ہم کو مقبول الدعاء بندہ بنایا ہے ہمیں اس کا یقین اور آپ کی تصدیق ہو جائے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور کی ولادت کے دن کو عید میلاد منانا سنت پیغمبر سے ثابت ہے کیونکہ حضور پر نور کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز اس سے نعمتوں کی تاریخیں منانا انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنت نبی ہے۔ تقرر اور تعین بھی سنت ہے۔ عیسائیوں کا بڑا دن اسی کی یادگار ہے۔ ۲۔ رازق کے تین معنی ہیں نمبر ا رزق دینے والا نمبر ۲ رزق پیدا کرنے والا نمبر ۳ اور روزی پہنچانے والا۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔ جو دوسروں کے لئے ظاہری طور پر رزق مہیا کرتے ہیں

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً

اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلوں پچھلوں کی ا؎ اور تیری طرف سے

مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ

نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ۲؎ اللہ نے فرمایا

اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ

کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا ۳؎ تو بیشک میں

اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا ۴؎

Page 201.bmp

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا ۵؎

اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ

کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ

مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی ۶؎ اگر میں نے ایسا کہا ہو

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ

تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا

مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا

جو تیرے علم میں ہے ۷؎ بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا میں

قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا ۸؎ کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی

اور سبب رزق ہیں جیسے امیر فقیر کے لئے اور حاکم رعایا کے لئے، کہ وہ رزق کے ظاہری اسباب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حقیقی رازق مسبب الاسباب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت برآری کے لئے بزرگوں سے دعا کرانا بہتر ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے مائدہ اتارنے کی خود دعا نہ کی بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کرائی۔ دعا کے لئے الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی بھی تاثیر چاہیے۔ کارتوس کے اثر کے لئے رائفل کی طاقت بھی درکار ہے۔ ۳۔ یہ خطاب تمام سے تھا نہ کہ صرف حواریوں سے یعنی جو یہ معجزہ دیکھ کر اس کا انکاری ہو گا وہ سخت سزا پائے گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر معجزہ مانگا جاوے پھر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آ جاتا ہے۔ ابوجہل نے بارہا معجزے طلب کئے اور دکھائے گئے پھر بھی ایمان نہ لایا۔ اور عذاب بھی نہ آیا۔ اس لئے کہ رب فرما چکا ہے (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم اگرچہ علیم ہو مگر تحقیق کے لئے اس قسم کے سوالات کر سکتا ہے۔ مقدمات کا فیصلہ تفتیش کے بعد ہونا عدل و انصاف ہے۔ ۶۔ یعنی کفر کی رغبت دینا میرا حق ہی نہیں کیونکہ میں تبلیغ ایمان کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جیسے آم کے درخت سے سنگترہ نہیں پیدا ہو سکتا ایسے ہی نبی کی زبان سے ناحق بات نہیں نکل سکتی۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نفس کے معنی دل بھی ہیں اور ذات بھی۔ چونکہ صفات الٰہی غیر ذات نہیں اس لئے یہاں نفس فرما کر علم مراد لیا گیا اور مطلب اس کا یہ ہے کہ میں تیرے علم کو بغیر تیرے بتائے نہیں جان سکتا رب فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. لہٰذا اس آیت سے نبی کے علم کی نفی نہیں ہو سکتی۔ وہ اعلم الخلق ہوتے ہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا قول و فعل رب کے حکم سے ہوتا ہے۔ ان کی تبلیغ رب کے حکم سے اور ہماری تبلیغ نبی کے حکم سے ہے۔ اس لئے وہ حضرات رسول ہوتے ہیں دوسرے لوگ رسول نہیں اگرچہ تبلیغ کریں اور سارے وہ ہی کام کریں جو نبی کرتے ہیں۔

ع ۵ ۱۵

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ

رب اور تمہارا بھی رب اور میں ان پر مطلع تھا جب تک ان میں رہا

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰى

پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ

تیرے سامنے حاضر ہے اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ

اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے اللہ نے

اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ

فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں

اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

کامیابی اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی

فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

سلطنت اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۱۶۵ رکوعاتہا ۲۰

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں

۱۔ اس میں عیسائیوں کے عقیدے کا رد ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب کہتے تھے۔ فرمایا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ ہے ہم دونوں مربوب ہیں ۲۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ میری زندگی میں تو ان سے بے خبر تھا میں خبردار تھا۔ اور میری وفات کے بعد میں بے خبر تو خبردار ہو گیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں' میں ان کا ذمہ دار تھا کہ انہیں تبلیغ کروں بعد وفات میری ذمہ داری تبلیغ کی ختم ہو گئی اور ان کا معاملہ تیرے سپرد ہو گیا ۳۔ شہید' شہادت سے ہے' جس کے معنی گواہی حاضری ہیں۔ شہید بمعنی گواہ اور حاضر۔ اللہ تعالیٰ مکانی حضور سے پاک ہے۔ تمام چیزیں اس کے حضور حاضر ہیں اور اس کا علم و قدرت ہر جگہ حاضر ہے۔ ۴۔ کوئی تجھے عذاب دینے سے روک نہیں سکتا۔ اور تو ان کے عذاب میں ظالم نہیں۔ کیونکہ تو مالک ہے۔ وہ تیرے بندے ہیں اور مالک کو حق ہے کہ اپنے غلام کو جرم پر سزا دے۔ لہٰذا کسے جرأت ہے کہ تجھ پر اعتراض کرے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کی شفاعت جائز نہیں۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام نے صراحۃً شفاعت نہ فرمائی اور رب نے بھی سچائی کو نجات کا مدار بتایا۔ ۶۔ یعنی جو دنیا میں سچے عقیدے سچے اعمال پر رہے وہ آج نفع میں ہیں اور جو جھوٹے عقیدے جھوٹے اعمال پر رہے وہ آج نقصان میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کی بخشش نہیں اگرچہ بزرگوں کی اولاد ہو۔ اور کوئی شخص اعمال سے بے نیاز نہیں۔ جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ ۷۔ لھم سے معلوم ہوا کہ جنت کے باغات جنت والوں کی ملک ہوں گے اور ہر جنتی کو چند قسم کے باغ عطا ہوں گے۔ اور ہر جنتی کے باغوں میں ایک نہر ہی نہ ہو گی بلکہ دودھ' شہد' پانی وغیرہ کی متعدد نہریں ہوں گی ۸۔ اس طرح کہ اللہ ان کے تھوڑے اعمال پر خوش یہ لوگ اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہیں۔ رب ان کے گناہ بخشے گا۔ یہ لوگ اس کی بھیجی مصیبت پر رب سے ناراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر سچے متقی کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ الفاظ صحابہ سے خاص نہیں ۹۔ رب کو راضی کر لینا ہی بڑی کامیابی ہے۔ بادشاہ بن جانا کمال نہیں نیک بندہ بن جانا کمال ہے۔ ۱۰۔ ظاہر پر ملکیت کا نام ملک ہے اور باطن پر قبضہ کا نام ملکوت۔ ملک تو بعطاء الٰہی بندوں کو بھی دیا جاتا ہے مگر ملکوت رب کا ہی ہے۔ بادشاہ پھانسی' جیل بھیج سکتا ہے۔ مگر مردے کو زندہ' خوبرو کو بدصورت نہیں کر سکتا۔ یعنی جسم پر بادشاہ کا راج ہو سکتا ہے روح پر نہیں اولیاء اللہ انبیاء کرام کے نائب و دست قدرت ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر ملکوتی تصرف ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ ناممکن اور واجب اس اصطلاح میں شئی نہیں کہلاتے وہ رب کی قدرت سے خارج ہیں۔ اس آیت سے رب کا جھوٹ بولنے پر قادر ماننا حماقت ہے کہ یہ ناممکن بالذات ہے ۱۲۔ اگرچہ آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات' لیکن آسمان ایک دوسرے سے فاصلے پر ہیں اور زمین کے طبقے آپس میں چٹے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے چھلکے۔ نیز ہر آسمان کی حقیقت مختلف ہے۔ مگر ہر زمین کی حقیقت مٹی ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہر جگہ آسمان کو جمع اور زمین کو واحد فرمایا جاتا ہے۔ لہٰذا قرآنی آیات میں تعارض نہیں۔

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾

اور روشنی پیدا کی ۱ اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں ۲

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ۳ پھر ایک میعاد کا حکم رکھا ۴

وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَ

اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے ۵ پھر تم لوگ شک کرتے ہو اور

هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ

وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین کا ۶ اسے تمہارا چھپا اور ظاہر

وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾ وَ مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ

سب معلوم ہے اور تمہارے کام جانتا ہے ۷ اور ان کے پاس کوئی

اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۴﴾

بھی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ

تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا ۸ جب ان کے پاس آیا تو اب خبر ہوا چاہتی ہے

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا

اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے ۹ کیا انہوں نے نہ دیکھا ۱۰ کہ ہم نے ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ

پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں انہیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا جو تم کو

نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا

نہ دیا ۱۱ اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے

الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

نہریں بہائیں ۱۲ تو انہیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاریکیاں زیادہ ہیں اور روشنی صرف ایک جسمانی تاریکیوں کا بھی یہ ہی حال ہے اور روحانی تاریکیاں کفر و فسق کا بھی یہی ہی وطیرہ ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ شرک میں یہ ضروری ہے کہ بندے کو رب کے ساتھ کسی چیز میں برابر کیا جائے۔ جیسے کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں یا عیسائی عیسٰی علیہ السلام کو رب کا بیٹا مان کر انہیں رب کے برابر کرتے تھے۔ کیونکہ اولاد باپ کے ہم جنس ہوتی ہے۔ نیز مشرکین اپنے معبودوں کو رب کا بندہ مان کر بھی بعض صفات میں انہیں رب کے برابر مانتے تھے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اس برابری کے عقیدے کے بغیر شرک کا تصور نہیں ہو سکتا۔ مومن اپنے نبی ولی کے لئے برابری کا وہم بھی نہیں کرتا۔ انہیں رب کا محض بندہ مانتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا حماقت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ تمہارے جد امجد حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اور تمہیں ان کی نسل سے یا اس طرح کہ تمہیں نطفہ سے 'نطفہ خون سے' خون غذا سے اور غذا مٹی سے بنائی۔ اس جگہ جسم کی پیدائش کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ مٹی پانی سے بنی اس لئے دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ۴۔ جس میعاد کے پورا ہونے پر تم کو موت آوے گی۔ خیال رہے کہ حضرت عیسٰی نے جو مردے زندہ فرمائے اور ان میں سے بعض زندہ بھی رہے انہیں حضرت کی دعا سے دوبارہ عمر عطا ہوئی۔ یہاں قانون کا ذکر ہے اور وہ رب کی قدرت ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنے کا ۶۔ کہ ہر جگہ اس کی عبادت ہو رہی ہے۔ خیال رہے کہ جن و انس کے سوا کسی مخلوق میں مشرک کافر نافرمان نہیں۔ سب رب کے مطیع ہیں۔ ۷۔ لہٰذا ان سب کا تم سے حساب لے گا۔ ۸۔ قرآن کریم کو' یا حضور کو یا حضور کے معجزات کو یا رب تعالیٰ کے احکام خصوصی کو ۹۔ یا دنیا ہی میں یہ عذاب آ جائیں گے جیسے بدر وغیرہ کی شکست فاش یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں۔ یہ سب چیزیں بہت ہی نزدیک ہیں ۱۰۔ یہاں یا تو دیکھنے سے جاننا مراد ہے یا ان قوموں کی اجڑی بستیاں' ویران مکانات کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ یہ واقعات ان لوگوں سے پہلے ہو چکے تھے مگر یہ لوگ اپنے سفروں میں ان کی بستیوں سے گزرتے تھے ۱۱۔ یعنی بدنی قوت' مالی طاقت' ظاہری ساز و سامان انہیں تم سے زیادہ عطا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طاقت رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتی۔ ۱۲۔ اور یہ تاریخی واقعات اہل مکہ کو معلوم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ مبارک ہے۔ اور تاریخی واقعات اگر نصوص کے خلاف نہ ہوں تو معتبر ہیں۔

وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۶﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی ۱ اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ

كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ

لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو ۲ اور بولے ان پر کوئی فرشتہ

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾

کیوں نہ اتارا گیا ۳ اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو کام تمام ہو گیا ہوتا ۴ پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے ۵ اور ان پر وہی شبہ رکھتے جس

يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

میں اب پڑے ہیں ۶ اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا تو وہ

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع

جو ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انہیں کو لے بیٹھی ۷

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تم فرما دو زمین میں سیر کرو ۸ پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ

انجام ہوا ۹ تم فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۱۰ تم فرماؤ

لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اللہ کا ہے اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ۱۱ بیشک ضرور تمہیں قیامت کے دن

لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

جمع کرے گا اس میں کچھ شک نہیں وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ایمان نہیں لاتے ۱۲

۱۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ دوسری قوموں کو ان بستیوں میں بسا دیا۔ جیسے فرعون اور فرعونی لوگ بعض جگہ ایسا بھی ہوا کہ وہ بستیاں پھر کبھی آباد ہوئی ہی نہیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی بستیاں۔ اس آیت میں قانون کلی کا ذکر نہیں ۲۔ شان نزول۔ نضر ابن حارث' عبداللہ ابن امیہ' نوفل ابن خویلد وغیرہ نے کہا تھا کہ ہم حضور پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک حضور ہمارے پاس اللہ کی کتاب تحریری شکل میں نہ لائیں اور فرشتے ہمارے سامنے آ کر آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں کہ یہ کتاب اللہ کی ہے اور حضور رب کے رسول ہیں تب یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب یہ بکواس کر رہے ہیں۔ اگر یہ چیزیں بھی آپ انہیں دکھا دیں' تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے' جادو ہی بتائیں گے۔ انہوں نے چاند پھٹتے دیکھا۔ کنکروں' پتھروں کو کلمہ پڑھتے سن لیا۔ تو بھی جادو ہی کہا۔ کیونکہ خوئے بدر ابہانہ بسیار ۳۔ جسے ہم دیکھتے ورنہ حضور پر ایک کیا بہت سے فرشتے نازل ہوتے تھے اور بسا اوقات انسانی شکل میں حاضر ہوتے تھے جنہیں صحابہ بھی دیکھتے تھے۔ ان کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور ہم اسے اسی صورت میں دیکھیں۔ ۴۔ یعنی ہلاک کر دیئے جاتے یا اس لئے کہ یہ فرشتے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ دیکھتے تو مر جاتے۔ یا اس لئے کہ اگر معجزہ مانگ کر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آ جاتا ہے۔ پہلی وجہ زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ ابو جہل نے منہ مانگے معجزے دیکھے۔ ہلاک نہ ہوا۔ ۵۔ تاکہ لوگ اس کا کلام سن سکیں۔ اور اس سے فیض لے سکیں جو نبی کی بعثت کا اصل منشاء ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ۶۔ یعنی فرشتے بھی شکل انسانی میں آتے تو پھر انہیں وہ ہی شبہ ہو تا۔ اس میں حضور کو تسکین ہے کہ آپ ان کے مذاق سے ملول نہ ہوں' یہ تو کفار کا دائمی طریقہ ہے۔ ۸۔ یہاں زمین سے مراد وہ زمین ہے جہاں پچھلی قوموں پر عذاب آیا۔ اور اب تک وہاں اجڑی بستیوں کے آثار موجود ہیں اور یہ امر ترغیب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف الٰہی پیدا کرنے کے لئے عذاب والی جگہ جا کر (سفر کر کے) دیکھنا بہتر رہے۔ لہٰذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے آستانے جہاں رب کی رحمتیں برستی ہیں' جا کر سفر کر کے دیکھنا بھی بہتر ہے کہ رب کی اطاعت کا شوق پیدا ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانی قوت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا باعث رحمت ہے۔ ۱۰۔ اولاً تو وہ خود ہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالٰی کا ہے کیونکہ وہ اس کے معتقد ہیں۔ اور اگر وہ یہ نہ کہیں تو تم خود یہ جواب دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بات خود بتانی ہو اسے پہلے مخاطب سے پوچھ کر بتانا زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ اور وہ بات خوب یاد رہتی ہے۔ ۱۱۔ دنیا میں رحمت عامہ' رزق دینا' عذاب میں جلدی نہ فرمانا انبیاء کا بھیجنا اور آخرت میں رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے۔ ۱۲۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا۔ جیسے ابولہب وغیرہ۔ ورنہ لاکھوں کافر حضور پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ضدی کافر کو ہدایت نہیں ملتی۔ جو غلط فہمی سے کافر ہو اس کی ہدایت آسان ہے۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾

اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں [1] اور وہی ہے سنتا جانتا

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں [2] وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے [3] تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن

مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّىْٓ

رکھوں [4] اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا [5] تم فرماؤ اگر میں

اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے [6]

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

اس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ضرور اس پر اللہ کی مہر ہوئی [7] اور یہی

الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ

کھلی کامیابی ہے اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور

اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

کرنیوالا نہیں [8] اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا

قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

ہے [9] اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر [10] اور وہی ہے حکمت

الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ

والا خبردار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی [11] تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ

مجھ میں اور تم میں [12] اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں [13]

ا۔ یعنی سارا عالم کیونکہ رات و دن تمام مخلوق پر ہی آتے ہیں ۲۔ شان نزول۔ کفار عرب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رغبت دی کہ حضور اپنے باپ دادوں اور ملک والوں کے دین کی طرف لوٹ جاویں اور توحید کا ذکر چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ ۳۔ یعنی وہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے حاجت مند ہیں۔ چاند سورج وغیرہ اگرچہ کھاتے نہیں مگر کھلاتے بھی نہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز نہیں۔ رب کے محتاج ہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نور مصطفیٰ اول مخلوق ہے اور رب کے پہلے عابد حضور ہی ہیں۔ اس صورت میں امرت میں اول پیدائش کے وقت کے حکم کا ذکر ہے۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے نیز اس امت میں حضور سب سے پہلے رب کے عابد ہیں۔ کیونکہ نبی امت سے پہلے عابد و مطیع ہوتے ہیں۔ ۵۔ یہ نہ فرمایا کہ شرک نہ کرو کیونکہ یہ عبارت زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی شرک کرنا تو بہت دور ہے مشرکین میں سے بھی نہ ہوؤ۔ شکل و صورت، سیرت اعمال، افعال سب میں مشرکین کے مخالف رہو۔ ۶۔ خیال رہے کہ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ حضور کا رب کی نافرمانی کرنا غیر ممکن ہے اور حضور کو قیامت میں عذاب ہونا بھی محال بالذات ہے۔ ان کی طفیل تو اوروں کے عذاب دور ہوں گے۔ اس کی مثال یہ آیت ہے لَوْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۷۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں عذاب سے بچنا اللہ کے رحم و کرم سے ہو گا صرف اپنے اعمال اس کے لئے کافی نہیں اعمال تو سبب ہیں۔ ۸۔ یعنی اس کی مرضی کے خلاف اس کا بھیجا ہوا عذاب کوئی نہیں دفع کر سکتا۔ نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے جو عذاب اٹھ جاتا ہے اسے رب ہی اٹھاتا ہے، اپنے فضل و کرم سے ان اسباب کے وسیلہ سے ۹۔ لہٰذا اس رب کی عبادت کرو۔ اس کے سوا عبادت کا مستحق کوئی نہیں۔ کیونکہ معبود وہ جو قدرت کاملہ رکھتا ہو۔ کسی کا حاجت مند نہ ہو ۱۰۔ اس میں ملک و ملکوت کے سارے بندے مراد ہیں۔ کوئی اس کے قابو سے باہر نہیں اور وہ کسی کے قابو میں نہیں۔ بعض نیک بندے جو رب سے ضد کر کے اپنی بات منوا لیتے ہیں یہ محبوبیت کی وجہ سے فضل و کرم سے ہوتا ہے نہ کہ غلبہ سے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں ۱۱۔ شان نزول اہل مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ آپ اپنی نبوت پر گواہ پیش کریں۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اللہ میرا گواہ ہے اور سب سے بڑا گواہ وہی ہے ۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی گواہی چند طرح دی۔ ایک یہ کہ اپنے خاص بندوں سے گواہی دلوا دی۔ دوسرے یہ کہ آپ پر جو کلام اتارا، اس میں آپ کی نبوت کا اعلان فرمایا۔ تیسرے یہ کہ آپ پر بہت سے معجزات اتارے۔ یہ سب رب کی گواہیاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی گواہی دینا سنت رسول اللہ ہے اور حضور کی گواہی دینا سنت الٰہیہ ہے۔ ہمارے حضور کا گواہ خود رب ہے۔ اس لئے کلمہ شہادت میں دونوں گواہیاں جمع فرما دی گئیں تاکہ دونوں سنتوں پر عمل ہو جاوے ۱۳۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ میرا گواہ نہ ہوتا تو مجھ پر اپنی آخری کتاب کیوں اتارتا۔ اس کا مجھ پر قرآن اتارنا ہی میری نبوت کی گواہی ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت اور قرآن کی ہدایت کسی زمان و مکان اور کسی قوم سے خاص نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو قرآن نہ پہنچے اس کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے جیسا کہ اصحاب فترۃ کے لئے تھا۔ کیونکہ وہ لوگ من بلغ سے خارج ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دار کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ایمان کا اعلان کردے اور تمام بے دینوں سے دور رہے۔ کفر و شرک و گناہ سے بیزار رہے۔ لہٰذا تقیہ کرنا مومن کی شان نہیں وہ تو منافقوں کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنی صورت، سیرت، رفتار و گفتار سے اپنے ایمان کا اعلان کرے۔ ۳۔ جیسے باپ بیٹے کو دلائل سے اس کی ولادت سے پہلے ہی سے جانتا ہے، ایسے ہی

بِهٖ وَمَنۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اور جن جن کو پہنچے ۱؎ تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں

اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ

تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے ۲؎ اور میں بیزار ہوں

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو جن کو اللہ نے کتاب دی اس

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا

نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ۳؎ جنہوں نے اپنی جان

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

نقصان میں ڈالی ۴؎ وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

جھوٹ باندھے ۵؎ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بیشک ظالم فلاح نہ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

پائیں گے اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے ۶؎ پھر مشرکوں سے

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم دعویٰ

تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا

کرتے تھے ۷؎ پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ وہ بولے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا

ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے ۸؎ دیکھو کیسا جھوٹ

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

باندھا خود اپنے اوپر اور گم ہو گئیں ان سے جو باتیں بناتے تھے ۹؎

یہ لوگ حضور کو پہچانتے ہیں۔ بیٹا باپ کو صرف سن کر اور ہوش سنبھالنے کے بعد پہچانتا ہے۔ لہٰذا بیٹے کی پہچان زیادہ قوی ہے اس لئے اس ہی معرفت سے تشبیہ دی گئی ورنہ حضور تو مثل والد کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو جاننا پہچاننا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ وہ حسد کی وجہ سے ایمان نہ لائے اور ان کا نام ان لوگوں کی فہرست میں ہے۔ جو کفر پر مرنے والے ہیں۔ خیال رہے کہ شیطان کا کفر حسد کا تھا۔ نبی ولی صحابی سے حسد، بغض رکھنے والا مشکل سے ہی ایمان لا سکتا ہے۔ وہ شیطان کے قدم پر ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ جو رب نے نہ فرمایا ہو اسے رب کی طرف نسبت کرے۔ اس میں وہ علماء بھی داخل ہیں جو دیدہ دانستہ قرآن کی غلط تفسیریں کریں کہ یہ بھی رب پر جھوٹ ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار کفار کے ساتھ ہوں گے اور مومن مومن کے ساتھ۔ رب فرماتا ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ غرضیکہ قیامت میں معیت ایمان سے ہو گی۔ اللہ اچھوں کے ساتھ ہمیں اٹھائے۔ آمین ۷۔ ان کے بتوں کو شرکاء فرمانا انہیں ذلیل کرنے کے لئے ہو گا۔ جیسے رب دوزخی سے فرمائے گا۔ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ اس سے معلوم ہوا کہ مرتدین کو حضور کا حوض کوثر پر اصحابی فرمانا بے علمی کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ انہیں شرمندہ اور ذلیل کرنے کو ہو گا۔ ورنہ ان کا منہ کالا ہوتا۔ ہاتھ بندھا ہوا ہوتا۔ ملائکہ کا روکنا ان کے کفر کی خاص علامت ہو گی ۸۔ اولاً یہ لوگ اپنے جرموں کا انکار کریں گے پھر دوسرے وقت اقرار، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں نیز ان مشرکین کا یہ انکار دانستہ ہو گا ورنہ ہر شخص اپنے ہر عمل سے اس دن خبردار ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَى اسی لئے فرمایا گیا۔ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ یعنی دیدہ دانستہ جھوٹ باندھا۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے۔ ۹۔ یعنی ان کے بت اور پادری جوگی جو کوئی کام نہ آئے جنہیں یہ لوگ افتراءً خدا کا شریک مانتے تھے۔

ا۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابو سفیان، ابو جہل، ولید، نضر وغیرہم کفار نے اتفاقاً حضور کی تلاوت قرآن سنی۔ لوگوں نے نضر سے پوچھا کہ حضور کیا کہتے ہیں۔ وہ بولا کہ زبان ہلاتے ہیں اور کہانیاں سناتے ہیں میری طرح۔ ابو سفیان بولے کہ مجھے تو ان کی باتیں سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابو جہل بولا۔ کہ اس کا اقرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (خزائن العرفان) ۲۔ یہ آیت اگرچہ ولید، نضر، ابو جہل کے متعلق نازل ہوئی لیکن اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ان مردودوں کی طرح ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہی درست سمجھے گا جس کے دل میں صاحب قرآن سے محبت ہو ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر کو دیکھنے والی نگاہ اور ہے۔ اور

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً

اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے ل اور ہم نے انکے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں

أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ

کہ اسے نہ سمجھیں ٢ اور ان کے کان میں ٹینٹ اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں

لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ

تو ان پر ایمان نہ لائیں گے ٣ یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٥﴾

ہوں تو کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ ۖ وَإِن يُهْلِكُونَ

اور وہ اس سے روکتے اور اس سے دور بھاگتے ہیں ٤ اور ہلاک نہیں کرتے

إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا

مگر اپنی جانیں اور انہیں شعور نہیں اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر

عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ

کھڑے کئے جائیں گے ٥ تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب

رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا

کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے

يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ

چھپاتے تھے ٦ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے

وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

تھے اور بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں ٧ اور وہ بولے وہ تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ

اور ہمیں اٹھنا نہیں ٨ اور کبھی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں گے ٩

حقیقت کو مشاہدہ کرنے والی اور نگاہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ حضور کو نگاہ ظاہری سے دیکھنا صحابی نہیں بناتا۔ ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت ان تمام مشرکین کے متعلق نازل ہوئی جو نہ خود ایمان لاتے تھے نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو حضور کی مجلس میں آنے سے بھی روکتے تھے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق آئی جو مشرکین کو حضور کی ایذا سے روکتے تھے۔ مگر خود بھی صراحۃً ایمان نہیں لاتے تھے۔ (خزائن العرفان) ۵۔ کنارہ جہنم پر اس میں ڈالے جانے سے پہلے کافر اکٹھے کر کے کھڑے کئے جائیں گے تاکہ علیحدہ علیحدہ طبقوں میں جانے سے پہلے سب مل کر اپنی گزشتہ بد اعمالیوں پر کف افسوس تو مل لیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اپنے سارے کرتوت یاد آئیں گے۔ ۶۔ قیامت میں مشرکین سے فرمایا جائے گا کہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں تو وہ اپنے شرک کو چھپانے کے لئے جھوٹی قسم کھا جائیں گے۔ کہ ہم مشرک نہ تھے۔ تب ان کے اعضاء ان کی بت پرستی کی گواہی دیں گے جس پر انہیں اقرار کرنا پڑے گا۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے (خزائن العرفان) پھر وہ عرض کریں گے کہ اچھا ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دے، اب کفر نہ کریں گے، اس کا جواب آگے آ رہا ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ عادی مجرم کے لئے دنیا میں عمر قید ہے اور آخرت میں دائمی جہنم۔ کیونکہ دنیا کی عمر موت پر ختم ہو جاتی ہے اور آخرت کی عمر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مجرم عادی وہ ہے جس کا یہ حال ہو کہ جب چھوٹے تب جرم کرے۔ اور بار بار جرم کرنے کا عادی ہو چکا ہو۔ لہٰذا یہ سزا بالکل برحق ہے۔ جرم سے زیادہ سزا نہیں۔ ۸۔ ہندوستان کے موجودہ مشرکین جو آواگون کے قائل ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سزا جزا تو ہوگی مگر اسی دنیا میں ہوگی کہ مجرم کتا، بلا وغیرہ بن کر آویں گے اور اسی دنیا میں رہ کر جزا و سزا پائیں گے۔ دوسری دنیا اور قیامت کے منکر ہیں۔ مگر یہ عقلاً" بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ جب کتا، بلی بننے کے بعد کوئی تکلیف ہی محسوس نہ ہو تو پھر وہ سزا کیا ہوئی۔ نیز دنیا کی کوئی زندگی آرام و تکلیف سے خالی نہیں۔ رب کی سزا آرام سے اور جزا تکلیف سے خالی چاہیے۔ ۹۔ مگر رب سے حجاب میں رہ کر۔ کیونکہ رب تعالیٰ کا دیدار اہل جنت کے لئے ہی خاص ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ

۱۔ یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے نہ کہ پوچھنے والے کی بے علمی کی وجہ سے۔ ۲۔ خیال رہے کہ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہو گا جسے رب کی طرف منسوب فرمایا گیا کیونکہ رب کے خاص بندوں کا کام اور کلام رب تعالیٰ کا کام و کلام قرار پاتا ہے۔ یا براہ راست رب تعالیٰ ہی ان نابکاروں سے کلام فرماوے گا۔ جس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کفار سے کلام نہ کرے گا اس سے رحمت کا کلام مراد ہے اور یہ غضب کا کلام ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ قیامت سے پہلے علامات بہت ہوں گی۔ مگر خود قیامت کا آنا بے خبری میں اچانک ہو گا۔ ۴۔ اس طرح کہ قیامت کا انکار کیا اور اس کی تیاری نہ کی۔ غرضیکہ یہاں تقصیر سے عقیدے کی کوتاہی مراد ہے۔

قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا

فرمائے گا کیا یہ حق نہیں ۱؎ کہیں گے کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب عذاب

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

چکھو بدلہ اپنے کفر کا ۲؎ بے شک ہار میں رہے وہ جنہوں نے اپنے رب سے

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا

ملنے کا انکار کیا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ گئی ۳؎ بولے ہائے افسوس ہمارا اس پر

عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ

کہ اس کے ماننے میں ہم نے تقصیر کی ۴؎ اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں ۵؎

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ

ارے کتنا برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں ۶؎ اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود ۷؎

وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا

اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں ۸؎ تو کیا تمہیں

تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ

سمجھ نہیں ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے ۹؎ بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار

يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا

کرتے ہیں ۱۰؎ اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا

عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی ۱۱؎ اور اللہ کی

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

باتیں بدلنے والا کوئی نہیں اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر پر اس کے برے اعمال سوار ہوں گے اور مومن اپنے بعض نیک اعمال پر سوار ہو گا۔ قربانی سواری بنے گی۔ کافر کی نیکیاں ہلکی اور گناہ بھاری ہوں گے۔ مومن کی نیکی وزنی اور گناہ ہلکے ہوں گے۔ معدہ خراب ہو تو کھانا بوجھ ہو کر ہم پر سوار ہوتا ہے۔ معدہ اچھا ہو تو کھانا ہلکا ہو کر خود سواری بن جاتا ہے۔ لہٰذا عقلی طور پر بھی یہ درست ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اعمال جسمانی شکل میں ہوں گے۔ ان میں بوجھ بھی ہو گا۔ اس لئے ان کا وزن بھی کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ گناہوں میں گردن پر تو بہت بوجھ ہو گا اور کافروں کی گردن اتنی لمبی کر دی جائے گی جس پر سارے اعمال آ جاویں اور سارا مال و زر لاد دیا جاوے۔ مگر میزان میں مومن کے گناہ ہلکے اور کافر کے بھاری ہوں گے۔ ۷۔ دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں گزر جاوے اور جو زندگی آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے میں صرف ہو' وہ دنیا میں زندگی تو ہے مگر دنیا کی زندگی نہیں لہٰذا انبیاء و صالحین کی زندگی دنیا کی نہیں بلکہ دین کی ہے۔ غرضیکہ غافل اور عاقل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال کے سوائے دنیا کی ہر چیز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں ۹۔ شان نزول۔ ابو جہل کا ایک دوست اخنس ابن شریق ابو جہل کو تنہائی میں لے گیا اور اس سے پوچھا۔ سچ بتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا نہیں۔ میں کسی سے نہ کہوں گا۔ ابو جہل بولا کہ ہیں تو وہ بالکل سچے۔ ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نکلا ہی نہیں۔ مگر میں اس لئے انہیں نہیں مانتا کہ ان کے خاندان یعنی قصی کی اولاد میں تمام شرافتیں جمع پہلے ہی ہیں۔ اب اگر نبوت بھی ان میں پہنچ گئی تو باقی قریشیوں کے لئے کیا بچا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ ہم تو اس کتاب کو جھوٹا کہتے ہیں جو تم لائے (خزائن) رب نے فرمایا کہ اے حبیب! یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے' مجھے کہتے ہیں ۱۰۔ کیونکہ آپ کو تو صادق، امین عقیل و فہیم مانتے تھے اور مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حضور کے کمال کا انکار کرے وہ مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہے۔ ؎

میتوانی منکر یزدان شدن   منکر شان نبی نتوان بدن

اللہ کا انکار اس لئے کیا گیا کہ اسے کسی نے دیکھا نہیں۔ حضور کا انکار کیسے کرے گا انہیں اور ان کے معجزات کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ سبحان اللہ! رب نے کس انداز سے اپنے حبیب کو تسکین دی کہ یہ تو مجھے اور میری آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں تمہیں تو نہیں جھٹلاتے ۱۱۔ یہ دوسری طرح حضور کی تسلی ہے کہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو جھوٹا کہا گیا۔ انہوں نے صبر کیا تو کفار کی ایذا پر صبر کرنا سنت انبیاء ہے۔ اس میں آپ کا ثواب بڑھے گا۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

اور اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر شاق گزرا ہے ۱؎ تو اگر تم سے ہو سکے

اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ

تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کرلو یا آسمان میں زینہ پھر ان کے لئے نشانی

بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

لے آؤ ۲؎ اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا ۳؎ تو اے سننے والے تو

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ

ہرگز نادان نہ بن ۴؎ مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں ۵؎

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا

اور ان مردہ دلوں کو اللہ اٹھائے گا ۶؎ پھر اس کی طرف ہانکے جائیں گے اور بولے

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ

ان پر نشانی کیوں نہ اتری ۷؎ ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ کہ اللہ قادر ہے

عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں ۸؎

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے

اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

مگر تم جیسی امتیں ۹؎ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا ۱۰؎ پھر

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ

بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ۱۱؎ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے

۱۔ شان نزول۔ حضور چاہتے تھے کہ سارے ہی کافر ایمان لے آویں۔ اس پر یہ آیت آئی۔ آپ کی یہ خواہش اس بنا پر نہ تھی کہ آپ کو ان کے کفر پر مرنے کی خبر نہ تھی بلکہ رحمت عالم کی رحمت کا تقاضا بے اختیاری ہوتا ہے جیسے مہربان طبیب آخر دم تک علاج کرتا ہے۔ اگرچہ جانتا ہے کہ یہ مریض اب بچے گا نہیں مگر اس کی رحمت و کرم کا یہ تقاضا ہے۔ ایسے ہی یہاں ہے۔ یہ آیت تسکین کی ہے۔ ۲۔ یہ عبارت انتہائی محبوبیت بتا رہی ہے۔ جیسے کوئی استاد نہایت محنتی شاگرد پر اس لئے ناراض ہو کہ وہ محنت زیادہ کیوں کرتا ہے۔ یہ ناراضگی شاگرد کی سعادت مندی اور استاد کی انتہائی مہربانی کی دلیل ہو گی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ حضور سے کوئی خطا سرزد نہ ہوئی تھی۔ ہدایت کی خواہش اچھی ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ سب ایمان لے آویں۔ مگر ارادہ یہ نہیں، ارادہ اور محبت میں فرق ہے۔ حضور کو بھی پسند یہی ہے کہ سب مومن ہو جاویں اور کوشش بھی اسی کی ہے۔ مگر ارادہ نہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ پہلے اَحْبَبْتَ فرمایا اور بعد میں مَنْ يَّشَآءُ ارشاد ہوا۔ ۴۔ یہ خطاب اور توبیخ حضور کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور مخلوق کی ہدایت پر بہت حریص تھے اور رب نے دوسرے مقام پر اس حرص کی تعریف فرمائی۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ یہ حرص تو بہت محمود ہے اور عتاب محمود پر نہیں ہوا کرتا لہٰذا آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے مسلمان! اللہ پر اعتراض نہ کر کہ اس نے سب کو ہدایت کیوں نہ دے دی۔ ۵۔ یعنی قبولیت کا سننا جس میں یہ وصف ہو وہ زندہ ہے ورنہ مردہ۔ اس لئے آگے مردہ دل کفار کا ذکر فرمایا گیا۔ ۶۔ قیامت میں سزا کے لئے مطلب یہ کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ ۷۔ ان نشانیوں میں سے جو ہم مانگتے ہیں جیسے دنیا میں عذاب آ جانا۔ پتھر برسنا۔ وہ کہتے تھے۔ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ورنہ حضور نے ہزارہا معجزے دکھائے اور بہت سے ان کے منہ مانگے معجزے بھی ظاہر فرمائے۔ ان بدنصیبوں نے ان معجزات کو معجزہ ہی نہ مانا جیسے آج ضدی مناظر کہتا ہے کہ آپ نے کوئی دلیل نہ دی ۸۔ کہ اپنی موت خود اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں۔ ان معجزات کا نہ اتارنا بھی حضور کی رحمت کی وجہ سے ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم حضور کو اپنی مثل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ رب نے جانوروں کو ہماری مثل یہاں فرمایا۔ مگر پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جانور ہماری طرح ہیں تو ہم حضور کی طرح کیسے ہو گئے۔ رب فرماتا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ تو خدا کے نور کو چراغ کی طرح نہیں کہہ سکتے ۱۰۔ کتاب سے مراد قرآن مجید یا لوح محفوظ ہے (جمل) یعنی ہم نے قرآن میں سارے علوم بیان کر دیئے کچھ بچا نہ رکھا۔ کیونکہ حضور سے زیادہ اور کون محبوب تھا جس کے لئے وہ علوم اٹھا رکھے جاتے۔ اس سے حضور کا علم غیب کلی ثابت ہوا۔ کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ کتابیں حضور کے علم میں ہیں۔ نیز اگر کسی کو یہ علوم بتانا نہ ہوتے تو رب نے انہیں لکھا ہی کیوں۔ لکھنے کا منشاء یہ تو ہے نہیں کہ رب کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ تو لامحالہ اس لئے لکھا کہ دوسروں کو بتایا جائے۔

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

اور جسے چاہے سیدھے راستہ ڈال دے ۱ تم فرماؤ بھلا بتاؤ

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور

تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

کو پکارو گے اگر سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا

تو وہ اگر چاہے جس پر اسے پکارتے ہو اسے اٹھا لے ۳ اور شریکوں کو

تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ

بھول جاؤ گے ۴ اور بیشک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو انہیں سختی

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ

اور تکلیف سے پکڑا کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ۵ تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ

ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑاتے ہوتے ۶ لیکن ان کے تو دل سخت ہو گئے ۷ اور شیطان نے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا

ان کے کام ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۸ پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں

بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا

ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے ۹ یہاں تک کہ جب خوش

بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ

ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا ۱۰ اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے ۱۱ تو

دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی ۱۲ اور سب خوبیاں سراہا اللہ رب سارے جہان کا ۱۳

۱۔ یعنی جیسے گونگا' بہرا' جب اندھیرے میں پھنس جائے تو ہدایت نہیں پا سکتا کہ اندھیرے کی وجہ سے آنکھیں بیکار ہو گئیں۔ اور کسی کی آواز سے اور اپنی پکار سے بھی ہدایت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ نہ خود بول سکتا ہے۔ نہ کسی کی سن سکتا ہے۔ ۲۔ صراط مستقیم اولیاء' انبیاء کا راستہ ہے جس فرقہ میں اولیاء نہ ہوں وہ صراط مستقیم نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ ۴۔ کفار مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں نہ کہ بتوں کو۔ اب بھی مشرکین ہند بیماریوں میں نمازیوں سے دم کراتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو مصیبت میں بھی خدا کو یاد نہ کرے وہ مشرکین سے زیادہ سخت دل ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں تکالیف اور مصیبتیں رب کی رحمتیں ہیں کہ بندوں کو رب کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور صالحین عاقلین کے درجات بلند کرتی ہیں۔ ۶۔ تاکہ عذاب دفع ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آنا۔ توبہ کرنا دفع عذاب کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے کیا تھا۔ البتہ عذاب آ جانے پر توبہ اور ایمان مفید نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرعون کا حال ہوا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ الخ ۷۔ معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر عذاب دل کی سختی ہے۔ جس سے تعلیم نبی اثر نہ کرے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ و معاصی کے باوجود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ کا غضب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔ بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں۔ یہ کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کار پر تکالیف آنا رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اس سے اس صالح کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ۹۔ رب کی نعمت پر خوش ہونا اگر فخر' تکبر اور شیخی کے طور پر ہو تو برا ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر شکر کے لئے ہو تو بہتر ہے۔ طریقہ صالحین ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا یہاں پہلی صورت مراد ہے ۱۰۔ مومن کی موت کے تین نام ہیں۔ (۱) وفات یعنی اپنا کام پورا کر دینے کا وقت۔ آگے آرام و انعام کا وقت۔ (۲) وصال یعنی یار سے ملنے کا ذریعہ (۳) شہادت یعنی رب کی بارگاہ میں حاضری کا ذریعہ۔ کافر کی موت کے بھی تین نام ہیں۔ تدمیر (تباہی) دَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ہلاکت اَهْلَكْنٰهُمْ اور اخذ اَخَذْنٰهُمْ یونہی مومن کی زندگی کا نام حیات طیبہ ہے' کافر کی زندگی کا نام مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۱۱۔ اس سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اچانک موت بری ہے کہ اس میں توبہ کا وقت نہیں ملتا۔ مگر غافل کے لئے یہ عذاب ہے۔ مومن متقی کے لئے رحمت کہ بیماری کی تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان و موسیٰ و عزیر علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی۔ غافل بیمار ہو کر مرے تب بھی اچانک' مومن اچانک مرے تب بھی تیاری کر کے مرتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس قوم پر عذاب آتا ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔ جو لوگ مسخ ہوئے وہ ہلاک کر دیئے گئے لہٰذا موجودہ بندر' ریچھ ان کی نسل نہیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت اللہ کی نعمت ہے جس پر خدا کا شکر کرنا چاہیے۔ ابوجہل کے قتل پر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزے کا حکم دیا کہ اس دن فرعون ہلاک ہوا۔ لہٰذا مومن کے مرنے پر انا للہ پڑھے اور موذی کافر کی موت پر الحمد للہ پڑھے۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اللہ تمہارے کان آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں

عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ

پر مہر کر دے ۱؎ تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لا دے ۲؎ دیکھو ہم کس کس

نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ

رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ یُهْلَكُ

اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک یا کھلم کھلا تو کون تباہ ہوگا

اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ

سوائے ظالموں کے ۳؎ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو

اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا

مگر خوشی اور ڈر سناتے ۴؎ تو جو ایمان لائے اور سنورے ان کو نہ کچھ

خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

اندیشہ نہ کچھ غم اور جنہوں نے ہماری آیتیں

بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ

جھٹلائیں انہیں عذاب پہنچے گا بدلہ ان کی بے حکمی کا ۵؎ تم فرما دو ۶؎

لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ۷؎ اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان

وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ ؕ قُلْ

لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے ۸؎

هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے تو کیا تم غور نہیں کرتے ۹؎

۱۔ اس طرح کہ اس پر ناصح کی نصیحت اثر نہ کرے اور آنکھوں سے اللہ کی آیتیں دیکھ نہ سکے اور کانوں سے رب کا کلام سن نہ سکے اور ممکن ہے کہ اس آیت کے ظاہری معنی ہی مراد ہوں۔ ۲۔ یعنی کوئی نہیں لا سکتا۔ طبیب کی دوا' بزرگوں کی دعا بھی رب کی مرضی سے ہی اثر کرتی ہے۔ یہ چیزیں اسباب ہیں ۳۔ ظالم سے کافر مراد ہیں۔ یعنی عذاب الٰہی صرف کافروں کو ہلاک کرنے کے لئے آتا ہے۔ جانوروں یا بعض بے قصور لوگوں کا اس میں مرجانا ان کے لئے عذاب نہیں بلکہ صالحین کے اس کے عوض درجات بلند کردیئے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ اس عذاب سے مراد ظاہری عذاب ہے جو گزشتہ امتوں پر آتے تھے۔ عذاب باطنی جیسے نااتفاقی' قحط' قتل و غارت۔ یہ گناہوں سے بھی آجاتے ہیں ۴۔ رب کی رحمت کی خوشخبری دینا' عذاب سے ڈرانا حضور کی بھی صفت ہے۔ مگر آئندہ آنے والے نبی کی خوشخبری دینا انبیاء کرام کی صفت تھی' ہمارے حضور کی صفت نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ خیال رہے کہ جب بشارت نذارت کے ساتھ جمع ہو تو اس سے رحمت کی خوشخبری مراد ہوتی ہے۔ ۵۔ یہاں بے حکمی سے مراد کفر ہے۔ اور عذاب سے مراد دوزخ کا دائمی عذاب ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے فوت شدہ بچوں کو آخرت میں عذاب نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ عذاب کفر و فسق کا نتیجہ ہے اور ان بچوں سے یہ صادر نہ ہوا۔ ۶۔ شان نزول۔ کفار عرب حضور سے عرض کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم کو مال و دولت دیجئے۔ پہاڑوں کو سونا بنا دیجئے۔ آئندہ چیزوں کے بھاؤ بتا دیجئے۔ ان کے جواب میں یہ آیات آئیں جن میں فرمایا گیا کہ میں نے دعوئی نبوت کیا ہے نہ کہ ان چیزوں کا دعوئی۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو نکاح کیوں کرتے ہیں۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ نکاح نہ کرنا فرشتوں کے لئے ضروری ہے نہ کہ نبی کے لئے ۷۔ اس میں دعوئی کی نفی ہے' خزانہ پاس ہونے کی نفی نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ رب نے فرمایا۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اسی طرح علم غیب کے دعوئی کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی۔ اسی لئے مقولہ تین اور اقول دو ہیں۔ انی ملک میں قول مقولہ دونوں کی نفی اور اس سے پہلے قول کی نفی اور مقولے کا ثبوت ہے۔ یعنی نہ میں فرشتہ ہوں نہ فرشتہ ہونے کا دعوئی کرتا ہوں۔ باقی دو میں صرف قول کی نفی کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور مجھے رب نے علوم غیبیہ بخشے مگر میں یہ دعوئی نہیں کرتا ۸۔ یعنی میں تم کو وہی دوں گا اور وہ بتاؤں گا جس کی مجھے رب کی طرف سے اجازت ہوگی۔ چنانچہ حضور نے باذن الٰہی قیامت تک کے سارے حالات صحابہ کرام کو ایک مجلس میں بتا دیئے اور لوگوں کو غنی کر دیا۔ رب و تا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اس سے حضور کی ملکیت اور علم عطائی کا ثبوت ہوا۔ حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرمائی۔ دیکھو مسلم شریف۔ ۹۔ معجزات میں غور کرنا اور نبی کی شان معلوم کرنا مومن کا کام ہے۔ اس میں اندھا رہنا کافر کا کام۔

۱۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ مددگار اور شفیع سب ہی بنادے گا۔ کیونکہ مددگار و شفیع کا نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ کفار کا ہی حال ہے۔ ۲۔ اس میں صالحین کو خوشخبری ہے کہ وہ حضور کے دروازہ سے در کار ے نہ جائیں گے' نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ لہٰذا جو حضور سے قرب چاہے وہ رب کی یاد کیا کرے یہ حکم تاقیامت جاری ہے۔ ۳۔ لفظ مرید یہاں سے حاصل کیا گیا کہ یعنی مرید وہ جو رب کی رضا جوئی کے لئے شیخ کی بیعت کرے ۴۔ شان نزول۔ کفار کے سردار ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کے اردگرد غرباء اور مساکین کا ہجوم ہے۔

وَاَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ

اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں

لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۱﴾

کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی لے اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ

اور دور نہ کرو ٹہ انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور

الۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ‌ ؕ مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ

شام اس کی رضا چاہتے ہیں ٹ تم پر ان کے حساب سے کچھ

مِّنۡ شَىۡءٍ وَّمَا مِنۡ حِسَابِكَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَتَطۡرُدَهُمۡ

نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں ٹہ پھر انہیں تم دور کرو

فَتَكُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعۡضَهُمۡ

تو یہ کام انصاف سے بعید ہے ٹ اور یوں ہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے

بِبَعۡضٍ لِّيَقُوۡلُوۡۤا اَهٰٓؤُلَۤاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِنَا ‌ؕ

کے لئے فتنہ بنا دیا کہ مالدار کافر مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان

اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰكِرِيۡنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيۡنَ

کیا ہم میں سے ٹہ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو ٹ اور جب تمہارے حضور وہ حاضر

يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ‌ كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلٰى

ہوں ٹ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ان سے فرماؤ ٹ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ

نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ‌ ۙ اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡۤءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

کرم پر رحمت لازم کر لی ہے ٹہ کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس

تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۴﴾

کے بعد توبہ کرلے لہ اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲

بولے کہ ہم کو ان مساکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے۔ اگر آپ انہیں اپنی مجلس شریف سے نکال دیں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہیں۔ حضور نے منظور نہ فرمایا۔ حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ آپ ان کفار کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ نہ آپ سے اس کا سوال ہو گا۔ لہٰذا آپ ان کی ہدایت کی امید میں غرباء کو رد نہ کریں۔ ۵۔ خیال رہے کہ یہاں ظلم سے مراد نہ کفر ہے نہ کسی کو ستانا۔ کیونکہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دینا کسی طرح جرم نہیں۔ لہٰذا یہ معنی نہایت ہی موزوں ہیں کہ یہ کام آپ جیسے اخلاق مجسم کے کرم کریمانہ سے بعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غرباء و مساکین سے الفت سنت انبیاء ہے۔ ۶۔ یعنی ہمیشہ سے کفار کا یہ دستور رہا کہ مسلمانوں کے فقر کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اسلام سچا اور کفر جھوٹا ہے تو مسلمان فقیر اور کفار مالدار کیوں ہیں ۷۔ یعنی ایمان و ہدایت مالداری پر موقوف نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کس میں شکر کا مادہ ہے اور کس میں نہیں۔ شاکر کو ہدایت دیتا ہے۔ ۸۔ اس آیت میں قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔ جو بھی اس سرکار کے دربار میں دل سے حاضر ہوا اگلی بشارت کا مستحق ہے۔ ہمارے پاس سورج کا آنا یہ ہے کہ وہ طلوع ہو جائے اور ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹادیں۔ حضور ہمارے پاس آگئے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ' ہم غفلت کی آڑ پھاڑ کر حضور تک پہنچ سکتے ہیں۔ ۹۔ بھکاری تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاف صاف مانگ لیتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ دوسرے وہ جو سخی کو دعائیں دیتے ہیں' ان کے لئے ارشاد ہوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تیسرے وہ جو منہ سے کچھ نہیں کہتے صرف سخی کے سامنے آجاتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیت ہے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی غلامی کی برکت سے اللہ کی رحمت' گناہوں کی معافی سب کچھ نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ کرم پر لازم فرمائیں نہ کہ کسی دوسرے نے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ جداگانہ ہے اگر حقوق مارے ہیں تو اس کی توبہ کے لئے ضروری ہے کہ حق ادا کرے پھر زبان سے توبہ کرے۔ اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں تو توبہ یہ ہے کہ ان کی قضا کرے۔ اس کے بغیر توبہ کیسی۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے دو رکن ہیں۔ ایک تو گزشتہ پر ندامت دوسرے آئندہ کی اصلاح۔ اگر ایک جز کی بھی کمی رہ گئی تو توبہ قبول نہیں۔ ثم فرمانے سے معلوم ہوا کہ بہت عرصہ کے بعد بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے مرتے مرتے توبہ کرلے۔

ا۔ مومن کو چاہیے کہ ایمانیات بھی سیکھے اور کفریات بھی۔ ایمانیات تو اختیار کرنے کے لئے سیکھے اور کفریات بچنے کے لئے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے کفار کے اقوال و اعمال قرآن کریم میں بیان فرمائے تاکہ لوگ اس سے بچیں اور راہ حق ظاہر ہو جائے ۲۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے فطری طور پر اور نزول قرآن کے بعد شرعی طور پر رب نے مجھے بت پرستی سے منع فرما دیا ہے۔ اس لئے حضور نے کبھی بت پرستی نہ کی۔ کوئی گناہ نہ کیا۔ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور نہ کھایا۔ حضور کی اطاعت و عبادت، تقویٰ پرہیزگاری، نزول قرآن پر موقوف نہ تھی۔ آپ پیدائشی عابد و متقی ہیں۔ گویا آپ بولتا ہوا قرآن ہیں ۳۔ نہ اب اور نہ ظہور نبوت سے پہلے۔ کیونکہ رب نے مجھے گمراہی، بدعقیدگی سے محفوظ رکھا۔ ۴۔ روشن دلیل سے نور نبوت، نور قرآن، معرفت الٰہی مراد ہے۔ حضور ہمیشہ سے اس نور پر تھے اور دوسروں کے لئے حضور خود دلیل ہیں اسی لئے رب نے انہیں برہان و نور کہا۔ فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ رب کی برہان حضور ہی تو ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۵۔ یعنی عذاب الٰہی میرے پاس اور مستقل طور پر میرے قبضے میں نہیں ورنہ اب تک تم پر عذاب آگیا ہوتا کیونکہ میں خدا کے مجرموں کو مہلت نہ دیتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کی بددعا سے بھی عذاب نہیں آتا۔ وہ بعطاء الٰہی رب کی جنت و دوزخ کے مختار ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ حضور نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ جو بیر رومہ خرید کر وقف کر دے اسے کوثر دوں گا۔ یا یہ مقصد ہے کہ تم مجھ سے عذاب مانگتے ہو مگر میرے پاس صرف رحمت ہی رحمت ہے عذاب نہیں۔ میں رحمت والا نبی ہوں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۶۔ یعنی حقیقی حکم رب کا ہی ہے بادشاہ حاکم، قاضی، ولی، پیغمبر کے احکام رب کی عطا سے ہیں۔ اس میں عطا کی نفی نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ اگر خدا کے سوا کسی کا حکم نہ ہوتا تو نبی کی، عالم کی، بادشاہ کی اطاعت کیسے واجب ہوتی ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ تمہارے ناپاک وجود سے زمین پاک کرا دی گئی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ دشمنان خدا سے عداوت رکھنا انہیں ہلاک کرنا عین عبادت ہے اور یہ ہی اخلاق نبوی ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۸۔ اس میں اعلام یعنی بتانے کی نفی نہیں بتانے کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ اس آیت سے نبی کے علم غیب کی نفی پکڑنا غلط ہے ورنہ منکرین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ اور یہ لکھنا اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا لہٰذا لکھ لیا۔ بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لئے ہے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے۔ اس آیت کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ علم غیب حساب سے، عقل سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تو رب کی خاص ملک ہے۔ اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے اور غیب کی کنجیاں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں۔ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ چونکہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ

اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور اس لئے کہ مجرموں کا راستہ

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

ظاہر ہو جائے ۱ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے ۲ کہ انہیں پوجوں جن کو تم

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ

اللہ کے سوا پوجتے ہو تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ۳ یوں

ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّىْ عَلٰى

ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِىْ مَا

طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۴ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ

نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ۵ حکم نہیں مگر اللہ کا ۶ وہ حق فرماتا ہے

هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِىْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی

بِهٖ لَقُضِىَ الْاَمْرُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

کر رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا ۷ اور اللہ خوب جانتا ہے ستمگاروں

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ

کو اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے ۸ اور جانتا ہے

مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا

جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے

وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک ۹

ا۔ لوح محفوظ کتاب مبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لئے فرمایا گیا کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے جن کی نظر اس پر ہے جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتاب مبین نہ ہو گی۔ مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء ازچہ محفوظ اند محفوظ از خطاء

۲۔ وہ روح سیلانی ہے جس سے بیداری ہوش و حواس قائم ہے۔ وہی نیند میں جسم سے نکل جاتی ہے۔ لیکن روح سلطانی یا روح مقامی جس سے زندگی قائم ہے' وہ موت کے وقت خارج ہو گی۔ ۳۔ یعنی فرشتے جن میں سے بعض ہمارے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں اور بعض ہمارے اجسام کی۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اگرچہ قادر ہے کہ ہماری حفاظت براہ راست خود فرمائے مگر اسباب سے کرتا ہے۔ قدرت اور ہے' قانون کچھ اور دونوں کو ماننا ایمان ہے ۴۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ علاقے بٹے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ بعض فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور بعض جگہ دوسرے۔ بلکہ ملک الموت اور انکے خدام فرشتے ساری دنیا کی روح قبض کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر جگہ ناظر۔ کہ اس کے بغیر یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ ساری دنیا ان کے سامنے ایسی ہے۔ جیسے ہمارے سامنے ہتھیلی ۵۔ ان فرشتوں سے جان قبض کرنے میں سستی کوتاہی واقع نہیں ہوتی۔ وقت مقررہ سے ایک آن آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو ہر ایک کی موت کا وقت اور موت کی جگہ موت کی کیفیت معلوم ہے۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ جب ان فرشتوں کے علم کا یہ حال ہے تو جو تمام خلق سے زیادہ اعلم ہیں مدینہ والے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے علوم کا کیا پوچھنا ۶۔ یعنی مرتے ہی ان کی روحیں بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر پھر قبر میں واپس لائی جاتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے ۷۔ چنانچہ قیامت میں سارے عالم کا سارا حساب دنیا کے چھوٹے دن کے آدھے کی بقدر ہو گا۔ یعنی ۴ گھنٹہ میں۔ باقی اتنا بڑا دن حضور کی نعت گوئی اور اظہار شان میں صرف ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰٓى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۸۔ کفار جب جنگل یا سمندر میں پھنس جاتے تھے تو یہ دعائیں کرتے تھے پھر نجات پا کر کفر پر ہی قائم رہتے تھے۔ یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں بلکہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے پر اظہار غضب ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں کہ کفار جو مصیبت میں پھنس کر نجات کی دعا کرتے تھے' رب انہیں نجات دے دیتا تھا۔ شیطان نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہوئی۔

اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ

جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو ۱؎ اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے ۲؎

وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى

اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد

اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پوری ہو پھر اسی کی طرف پھرنا ہے پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ یُرْسِلُ

کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان

عَلَیْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

بھیجتا ہے ۳؎ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت آتی ہے

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى

ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں ۴؎ اور وہ قصور نہیں کرتے ۵؎ پھر پھیرے جاتے

اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَ هُوَ اَسْرَعُ

ہیں ۶؎ اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب

الْحٰسِبِیْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

کرنے والا ۷؎ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی

وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً لَىٕنْ اَنْجٰىنَا

آفتوں سے جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ ۸؎ کہ اگر وہ ہمیں اس

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ

سے بچا دے تو ہم ضرور احسان مانیں گے تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے

مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ

اس سے اور ہر بے چینی سے ۹؎ پھر تم شریک ٹھہراتے ہو تم فرماؤ

ع ۱۴ ۵

هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے

فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا
یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے

وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
اور ایک دوسرے کی سختی چکھائے ۱؎ دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ
کہ کہیں ان کو سمجھ ہو ۲؎ اور اسے جھٹلایا تمہاری قوم نے اور یہی

الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ
حق ہے تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا نہیں ۳؎ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے

وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ
اور عنقریب جان جاؤ گے اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری

فِىْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ
آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے ۴؎ جب تک اور بات میں نہ پڑیں ۵؎

غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ
اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے ۶؎ تو یاد آئے پر

الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ
ظالموں کے پاس نہ بیٹھو ۷؎ اور پرہیزگاروں پر انکے

يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَىْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ
حساب میں کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا شاید وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا
باز آئیں ۸؎ اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنا لیا ۹؎

۱؎ معلوم ہوا کہ قوم کی جنگ و جدال خانہ جنگی رب کا عذاب ہے جس میں آج مسلمان گرفتار ہیں۔ اپنے بد اعمال کی وجہ سے ۲؎ اس سے مراد یا کفار ہیں کہ ان آیتوں سے کفار کو سمجھ ہو اور وہ ایمان لے آویں یا عام مسلمان ہیں کہ ان قدرتوں کو دیکھ کر یہ لوگ اپنی غفلت چھوڑ دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اس آیت کا یہ جملہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے تو حضور نے فرمایا کہ مولیٰ تیری پناہ' اور جب یہ نازل ہوا کہ تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو فرمایا تیری پناہ۔ اور جب یہ نازل ہوا کہ تمہیں بھڑا دے تو فرمایا یہ آسان ہے۔ (بخاری شریف) مسلم شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ میں نے رب سے تین دعائیں ‏کیں 'ان میں سے دو قبول ہوئیں۔ ایک یہ کہ میری امت عام قحط سالی سے ہلاک نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انہیں غرق سے بالکل تباہ نہ کیا جائے۔ یہ دونوں قبول ہوئیں۔ تیسری یہ کہ ان میں آپس میں جنگ و جدال نہ ہو۔ یہ قبول نہ ہوئی (خزائن العرفان) ۳؎ یعنی تمہاری ہدایت کا میں ذمہ دار نہیں کہ اگر تم ہدایت نہ پاؤ تو مجھ سے باز پرس ہو۔ جیسا کہ عام وکلاء سے برتاؤ ہوتا ہے تم میرے حاجت مند ہو' میں تم سے بے نیاز ہوں۔ ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی مجلس جس میں دین کا احترام نہ ہوتا ہو' وہاں مسلمانوں کو جانا وہاں بیٹھنا حرام ہے' کفار کے جلسے' جلوس جن میں دین کے خلاف تقریریں کی جاتی ہیں' مسلمانوں کو سننے کے لئے جانا حرام ہے۔ ان کی تردید کے لئے جانے کا دوسرا حکم ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو فرعونی دربار میں بھیجا گیا۔ اس کی باتیں سننے کے لئے نہیں بلکہ اس کی تردید کرنے کے لئے ۵؎ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی کاروبار کے لئے کفار کے پاس جانا۔ ان کے پاس نشست و برخاست جائز ہے۔ تبلیغ کے لئے بھی ان کے پاس جانا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ۶؎ یعنی اگر بھول کر تم کفار کے جلسوں میں چلے جاؤ تو یاد آتے ہی وہاں سے ہٹ جاؤ۔ پھر نہ ٹھہرو ۷؎ اس سے معلوم ہوا کہ بری صحبت سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ برا یار برے سانپ سے بدتر ہے کہ برا سانپ جان لیتا ہے اور برا یار ایمان برباد کرتا ہے ۸؎ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ دین کرنے یا مناظرہ کرنے' تردید کرنے کے لئے کفار کے جلسوں میں جانا منع نہیں۔ نشست و برخاست اور چیز ہے اور مناظرہ و تبلیغ کچھ اور ہے ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینوں سے تعلقات توڑ دینا ضروری ہیں۔ دنیاوی، دینی تمام رشتے توڑنے ضروری ہیں۔ ان سے نکاح' بیاہ' لین' دین کلام و سلام' نماز جنازہ و دفن' میراث سب مراسم ختم کرنے لازم ہیں۔ یہ بے دینی کے احکام ہیں۔ مسلمان گنہگار کو تبلیغ و نصیحت کی جاوے مگر ان سے ترک تعلق بلاوجہ نہ کیا جاوے۔ ہاں اگر ترک تعلق سے ان کی اصلاح ہوتی ہو تو عارضی طور پر یہ بھی کر دیا جاوے

ا۔ یعنی کفار کو تبلیغ کرتے رہو اگرچہ ان کے ایمان سے مایوسی ہو۔ وہ کفار جن کے متعلق قرآن نے خبر دے دی کہ یہ ایمان نہ لائیں گے انہیں بھی آخر تک تبلیغ کی گئی ۲۔ اس آیت میں کفار کے لئے شفاعت کی نفی ہے۔ جیسا کہ اول آیت اور آخر آیت سے ظاہر ہے یا بتوں کی شفاعت کی نفی ہے یا دھونس کی شفاعت کا انکار ہے مومنین کے لئے محبوبین کی شفاعت ثابت ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ نماز جنازہ شفاعت ہی پر مبنی ہے۔ رب نے فرمایا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الخ یہ آیت شفاعت کی چمکتی ہوئی دلیل ہے ۳۔ فدیہ قبول نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ مومن کے لئے خود کفار فدیہ بنیں گے۔ نیک اعمال، قربانی، کفار، گناہ کا فدیہ ہوں گے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ دردناک عذاب کفار کے لئے خاص ہے مومن گنہگار کو انشاء اللہ عذاب ہلکا ہو گا ۵۔ اس میں ان کفار کا رد ہے جو مومنین کو بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کی طرف لوٹ جانے کی دعوت دیتے تھے۔ اور طرح طرح کے لالچ دے کر بہکانے کی کوشش کرتے تھے۔ ڈراتے دھمکاتے بھی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارتداد سخت جرم ہے۔ اور جاہل و ناواقف کے گناہ سے واقف کار عالم کا جرم بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ بعد اذ ھدٰنا اللہ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے اصلی کافر کو جزیہ پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر مرتد کے لئے قتل ہے یا دوبارہ اسلام۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا ۶۔ اس آیت میں ہدایت والے اور گمراہ کی مثال اس مسافر سے دی گئی ہے۔ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر میں جاوے جنگل میں پہنچ کر شیطان اسے بہکا دے اور غلط راستہ پر لگا دے ساتھی اسے پکارتے ہوں۔ اور وہ ان کی نہ مانتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گمراہ رشتہ دار ہمارے ساتھی نہیں بلکہ راہ مار ہیں اور صالح مسلمان اگرچہ اجنبی ہو مگر وہ روحانی اور ایمانی ساتھی ہے۔ اس ایک اجنبی پر ہزاروں بے دین رشتہ دار قربان ۷۔ اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ نماز وغیرہ ریاکاری کے لئے نہ پڑھ بلکہ رب کے خوف سے۔ اس لئے کہ تمہیں اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر جوابدہی کرنا ہے ۸۔ یہاں حق سے مراد حکمت ہے یا درستی۔ یعنی آسمان کی ہر چیز حکمت سے ہے اور بالکل درست ہے۔ کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ

اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت دو[1] کہیں کوئی جان اپنے کئے

بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ

پر پکڑی نہ جاوے اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی[2]

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں[3] یہ ہیں وہ جو اپنے کئے پر

اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

پکڑے گئے انہیں پینے کو کھولتا پانی اور دردناک

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٧٠ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

عذاب بدلہ ان کے کفر کا[4] تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ

پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور الٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس

اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ

کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی[5] اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی

حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ

حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ[6] تم فرماؤ کہ

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٧١

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کیلئے گردن رکھ دیں جو رب ہے سارے

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٧٢

جہانوں کا اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے[7]

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ وَيَوْمَ

اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین ٹھیک بنائے[8] اور جس دن

ع ۱۴

يَقُوۡلُ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ؕ قَوۡلُهُ الۡحَـقُّ ؕ وَلَهُ الۡمُلۡكُ يَوۡمَ يُنۡفَخُ

فنا ہوئی ہر چیز کو کہے گا ہو جا وہ فوراً ہو جائیگی ۱؎ اس کی بات سچی ہے اور اسی کی سلطنت ہے جس

فِى الصُّوۡرِ ؕ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۷۳﴾

دن صور پھونکا جاوے گا ۲؎ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا اور وہی ہے حکمت والا خبردار

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ ۳؎ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو

اِنِّىۡۤ اَرٰٮكَ وَقَوۡمَكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِىۡۤ

بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ۴؎ اور اسی طرح ہم

اِبۡرٰهِيۡمَ مَلَـكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلِيَكُوۡنَ مِنَ

ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ۵؎ اور اسلئے کہ وہ عین الیقین

الۡمُوۡقِنِيۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا ۚ قَالَ

والوں میں ہو جائے ۶؎ پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے

هٰذَا رَبِّىۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا

اسے میرا رب ٹھہراتے ہو ۷؎ پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے

رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَـئِنۡ لَّمۡ

۸؎ پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا

يَهۡدِنِىۡ رَبِّىۡ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ

اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا ۹؎ پھر جب سورج جگمگاتا

الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ

دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو ۱۰؎ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب

قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ

وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ۱۱؎ میں نے اپنا

۱؎ یعنی دنیا میں تو لوگوں کی پیدائش بہت آہستگی سے ہوئی۔ کوئی کبھی پیدا ہوا کوئی کبھی۔ پھر ہر شخص پہلے بچہ تھا پھر جوان پھر بوڑھا۔ لیکن قیامت میں صرف کلمہ کن سے تمام مخلوق دوبارہ پیدا ہو جاوے گی۔ خیال رہے کہ یہاں کن فرمانے سے کاف نون اور صیغہ امر مراد نہیں بلکہ تعلق ارادہ مراد ہے۔ یعنی پیدا فرمانا چاہے گا تو پیدا ہو جاوے گی۔ لہٰذا آیت پر نہ تو یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ ہو جا کس سے کی جاوے گی اور سننے والا کون ہو گا۔ اور نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر صور پھونکنا بیکار ہو گا۔ اور اس آیت کا دوسری آیت سے تعارض ہو گا۔ غرضیکہ آیت صاف ہے۔ ۲؎ پہلی بار یا دوسری بار اولاً صور پھونکنے سے عالم فنا ہو گا اور دوسری بار پھونکنے سے دوبارہ پیدا ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت میں کسی کی ظاہری بادشاہت بھی نہ ہو گی ۳؎ یہاں باپ سے مراد چچا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ وہ موحد مومن تھے۔ چچا کا نام آزر تھا۔ یہ مشرک تھا (از قاموس و مسالک الحنفا لعلامہ سیوطی از خزائن العرفان) عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن کریم نے بھی چچا کو باپ بہت جگہ فرمایا ہے۔ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ حضور نے حضرت عباس کو اپنا باپ فرمایا (مفردات راغب و تفسیر کبیر وغیرہ از خزائن العرفان) مگر لفظ والد صرف باپ کو کہا جاتا ہے۔ یونہی لفظ امّ ماں، نانی، دائی سب کو کہتے ہیں مگر والدہ صرف ماں کو، جناب ابراہیم نے بڑھاپے میں دعا یوں کی رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وہاں تارخ اور ان کی بیوی مراد ہیں وہ دونوں مومن ہیں۔ ۴؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی تبلیغ میں کسی قرابت داریا چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں۔ حضرت ابراہیم نے چچا کو فرما دیا کہ تم گمراہ ہو۔ یہ ہی اخلاق انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ تقیہ سنت انبیاء کے صریحی خلاف ہے۔ تیسرے یہ کہ بدعقیدہ کو نبی کی رشتہ داری کام نہ آئے گی۔ اہل مکہ کو یہی سنایا جا رہا ہے کہ اولاد ابراہیم ہونے پر فخر نہ کرو۔ ایمان قبول کرو۔ ۵؎ یعنی جیسے ہم نے ابراہیم کو دینی بصیرت بخشی کہ وہ دار الکفر میں پیدا ہونے کے باوجود مومن بلکہ مومن گر ہوئے ایسے ہی ہم نے ان کو دنیا کی چیزوں کی بصیرت بھی بخشی کہ انہیں عالم دکھایا ۶؎ یعنی ان کو عین الیقین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو ایک پتھر کی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا گیا۔ اوپر دیکھو۔ دیکھا تو عرش و کرسی۔ لوح و قلم، غرضیکہ تمام آسمانی چیزوں حتیٰ کہ جنت میں اپنا مقام سب کچھ دکھا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ نیچے دیکھو۔ دیکھا تو زمین تحت الثریٰ تک اور اس کے اندر کی تمام چیزیں دکھائی گئیں۔ مگر ہمارے حضور کو آسمانوں کی سیر بھی کرائی گئی اور تمام چیزیں بھی دکھائی گئیں ۷؎ چونکہ نمرود نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس لئے آپ کی والدہ نے آپ کو ایک محفوظ تہ خانہ میں پرورش کیا۔ آپ قریباً سات سال تک اس میں رہے۔ جب باہر تشریف لائے اور قوم کو دیکھا کہ وہ چاند و تاروں کی پوجا کرتے ہیں تو آپ نے بطور انکار یہ کلام فرمایا۔ خیال رہے کہ آپ کے اس کلام میں تاروں وغیرہ کی الوہیت کا اقرار نہیں ہے کہ یہ شرک ہے اور انبیاء کرام معصوم ہیں بلکہ ان سے انکاری سوال ہے کہ آیا میرے رب یہ ہیں ۸؎ اسی کو منطقی لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دنیا اولتی بدلتی رہتی ہے اور ہر بدلنے والی چیز نوپید ہے اور نوپید کو خالق کی ضرورت ہے۔ لہٰذا دنیا خالق کی حاجت مند ہے۔ سبحان اللہ اس لڑکپن میں یہ عقل و دانائی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے عالم ہوتے ہیں ۹؎ یعنی مجھے رب نے اول ہی سے ہدایت یافتہ بنایا ہے لہٰذا میں گمراہوں میں سے نہیں ہوں ۱۰؎ شمس مونث حقیقی

(بقیہ صفحہ ۲۱۷) نہیں ہے اس لئے اسے مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہاں شمس کے لئے بازغۃ مؤنث اور ھذا مذکر ارشاد ہوا اور ھذا کو مذکر لانا لفظ رب کے ادب کے لئے ہے ۱۱۔ تُشْرِکُوْنَ صیغہ جمع مخاطب فرمانے سے معلوم ہوا کہ آپ نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ جو کوئی ان آیات سے ان جناب کی طرف شرک منسوب کرے وہ خود جاہل اور بے دین ہے۔

۱۔ حنیف کے معنی ہیں تمام جھوٹے دینوں سے صاف۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہی ہے جو تمام جھوٹے دینوں سے بیزار اور متنفر ہو۔ یہی سنت ابراہیمی ہے۔ ۲۔

وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ
منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر ۱ اور میں
اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٧٩ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ
مشرکوں میں نہیں اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی کہا کیا اللہ کے بارے میں
فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ
مجھ سے جھگڑتے ہو وہ تو مجھے راہ بتا چکا ۲ اور مجھے انکا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بتاتے ہو ۳
اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا
ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے ۴ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے تو کیا
تَتَذَكَّرُوْنَ ۝٨٠ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا
تم نصیحت نہیں مانتے اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں کر ڈروں ۵ اور تم نہیں
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ
سند نہ اتاری تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزاوار کون ہے ۶
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٨١ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
اگر تم جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٨٢
آمیزش نہ کی ۷ انہیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں ۸
وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ
اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ۹ ہم جسے چاہیں ۱۰
دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝٨٣ وَوَهَبْنَا
درجوں بلند کریں ۱۱ بیشک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے اور ہم نے

ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت فطری تھی کہ آپ بچپن شریف سے ہی عارف باللہ تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی شرک، کفر کوئی گناہ نہ کیا۔ یہی حال سارے پیغمبروں کا ہے۔ کہ وہ رب سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ۳۔ کسی کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نفع نقصان مخلوق سے پہنچ جاتا ہے۔ مگر رب کے ارادے سے مخلوق سبب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نے ایسے خطرناک موقعہ پر بھی تقیہ نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا اعلان فرما دیا۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں مخلوق کی ایسی ہیبت نہیں آتی جو انہیں ادائے فرائض سے روک دے۔ ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ تمام گفتگو اپنی قوم سے اس وقت فرمائی جب انہوں نے کہا کہ ہمارے بتوں سے خوف کرو۔ وہ تم کو نقصان پہنچا دیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ جس قوی و قادر رب سے ڈرنا چاہیے اس سے تم ڈرتے نہیں اور جن مجبور لکڑی، پتھروں سے نہ ڈرنا چاہیے ان سے مجھے ڈراتے ہو ۶۔ یعنی میں امن کا مستحق ہوں اور تم تم عذاب کے سزاوار ۷۔ اس آیت میں ایمان سے مراد لغوی ایمان ہے یعنی اللہ کو ماننا اور ظلم سے مراد ہے شرک، کفار مکہ اللہ کو مانتے تھے ساتھ میں بتوں کو بھی اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرک توحید کی تکمیل ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری۔ اسے گنہگار مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۸۔ یعنی ایسے مخلص مومن کے لئے دنیا میں، قبر میں، آخرت میں امن ہے کہ وہ دنیا میں شرک سے قبر و حشر میں عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ کبھی دنیاوی مصیبت آ جاوے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دلوں پر غیر اللہ کی ہیبت نہیں آتی۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔ کفار کی غلامی میں اور لوگوں کے چندوں پر گزارہ نہ کرتا۔ اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے حج نہ چھوڑتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا سورج وغیرہ کو ھذا ربی فرمانا شرک نہ تھا بلکہ رب کی بتائی ہوئی دلیل و حجت تھی۔ اسی لئے رب نے اسے حجتنا فرمایا۔ ۱۰۔ محض اپنے فضل و کرم سے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ بلندی درجات نہ قابلیت پر موقوف ہے نہ اپنے عمل پر یہ فضل ربانی ہے۔ لاکھوں برس کے ان عابد فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں جھکا دیا۔ جنہوں نے ابھی ایک سجدہ نہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی ساری مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہوتے ہیں۔ کوئی ان کی مثل نہیں ہوتا۔ اگر وہ ہماری مثل ہوں تو اس آیت کے خلاف ہو گا۔

لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ

انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کئے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو

قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے ؎۱ داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف

وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور موسیٰ اور ہارون کو ؎۲ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو ؎۳

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾

اور زکریا اور یحیٰی اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا

اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ

وقت میں سب پر فضیلت دی ؎۴ اور کچھ ان کے باپ دادا اور بھائیوں میں سے بعض کو ؎۵

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی ؎۶

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے دے ؎۷

عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا ؎۸

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب ؎۹ اور حکم اور نبوت عطا کی ؎۱۰

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا

تو اگر یہ لوگ اس سے منکر ہوں ؎۱۱ تو ہم نے اس کیلئے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار

۱۔ یعنی حضرت ابراہیم کی اولاد میں یہ سارے نبی ہوئے۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد والے تمام نبی آپ کی اولاد میں ہیں۔ رب فرماتا ہے وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ اگر قادیانی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتا ۲۔ یہاں راہ دکھانے سے مراد فطری ہدایت ہے جو انبیاء کرام کو رب تعالیٰ پیدائش سے پہلے ہی اپنی ذات و صفات، حق و باطل میں فرق کرنے کی ہدایت بخشتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کا رسول ہوں۔ برکت والا ہوں۔ ۳۔ یعنی اچھی اولاد بھی نیک کاروں کی نیکی کا نتیجہ ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ نبوت کے ذریعہ نیکی ملتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی غبار نہیں۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب وہ تمام عالم سے افضل ہوئے تو جو بھی ہو گا عالم میں ہی ہو گا پھر وہ ان کی مثل کیسے ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ نبی فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں عالمین سے مراد غیر نبی ہیں۔ لہٰذا اس سے نہ تو یہ لازم آتا ہے کہ یہ حضرات ہمارے حضور سے افضل ہوں اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے کہ خود اپنے پر افضل ہوں۔ جو کسی غیر نبی کو نبی کی طرح مانے وہ گمراہ ہے ۵۔ بزرگی دی اور نبوت و رسالت بخشی۔ بعض اس لئے فرمایا کہ تمام نبی نہ تھے ایسے ہی بعض انبیاء کے قرابت دار کافر تھے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی گمراہی غیر ممکن ہے کہ رب کی دی ہوئی ہدایت کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ جیسے سورج و چاند کوئی بجھا نہیں سکتا۔ لہٰذا نہ ان پر شیطان کا داؤ چلے نہ کسی اور طاغوت کا۔ رب نے ابلیس سے فرمایا تھا۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ ۷۔ معلوم ہوا کہ ہدایت نبوت خاص کرم ہے جو خاص بندوں کو ملتا ہے۔ کوئی عمر بھر عبادت سے بھی نبی تو کیا صحابی نہیں بن سکتا۔ یہ ہدایت کسبی نہیں محض وہبی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا۔ اللہ جسے چاہے دے ۸۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے یعنی اگر نبیوں نے کفر کیا ہوتا تو ان کے نیک اعمال برباد ہو جاتے کہ نہ ان کے نام رہتے نہ فیضان لیکن ان کے نام فیضان بلکہ کام تا ابد باقی ہیں چنانچہ جناب ابراہیم کا کعبہ صفا مروہ قربانی سب موجود ہیں۔ لہٰذا وہ حضرات مومن تھے۔ یونہی اگر صحابہ حضور کے بعد کافر ہو گئے ہوتے تو ان کا نام، کام، فیضان باقی نہ رہتے۔ مگر حضرت صدیق کی مسجد نبوی، عمر فاروق کی نماز تراویح، فتوحات اسلامیہ، جناب عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن سب موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ مومن ہیں۔ ۹۔ یعنی آسمانی کتاب خواہ صحیفے کی شکل میں ہو یا باقاعدہ مکمل کتاب اور خواہ بلاواسطہ عطا فرمائی گئی ہو یا نبی کے واسطے سے۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو مستقل طور پر علیحدہ کتاب عطا ہوئی ہو۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی اور حضرت ہارون اور داؤد سے پہلے کے تمام نبی اسی توریت کے مبلغ ہوئے۔ آدم علیہ السلام کو صحیفے عطا ہوئے۔ ان کے بعد بہت سے رسول ان صحیفوں کے مبلغ ہوئے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی پیغمبر علم و حکمت سے خالی نہیں کیونکہ یہاں حکمت سے مراد کتاب الٰہی کی فہم اور ان کی خاص تعلیم ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی نبی اصل نبوت میں کسی دوسرے نبی کا تابع نہیں۔ تمام انبیاء مستقل اور ذاتی نبی ہیں۔ ہاں کتاب میں بعض نبی بعض کے تابع ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو علیحدہ طور پر بیان فرمایا لہٰذا قادیانی بروزی، ظلی، مراقی، مذاقی، افیونی، بھنگی، چرسی، نبی ہونا باطل محض ہے۔ ۱۱۔ کفار مکہ یا سرداران قریش یا وہ تمام کفار جو آخر دم تک ایمان لانے والے نہ تھے۔

۱۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا خواہ یہ کفار مدد کریں یا نہ کریں اور اس مددگار قوم سے مراد یا مہاجرین و انصار یا سارے صحابہ یا قیامت تک کے سارے وہ مومن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق بخشے۔ علماء اولیاء سلاطین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کی توفیق ملنا خاص عطیہ ربانی ہے کسی کی شیخی نہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے پیغمبروں کی صفات سے موصوف ہیں کیونکہ یہاں اقتداء سے مراد اطاعت نہیں اس لئے کہ ہمارے رسول کسی نبی کے مطیع نہیں بلکہ سب ہمارے رسول کے تبع ہیں۔ لہٰذا حضور سارے نبیوں کے سردار ہیں۔ یعنی جو کمالات ان پیغمبروں نے دکھائے تم سب ظاہر فرماؤ اور تمام صفات کے جامع ہو جاؤ سبحان اللہ ۳۔ کیونکہ میں تم کو دینے آیا ہوں تم سے لینے نہیں آیا۔ بڑوں کو بڑے ہی اجرت دے سکتے ہیں۔ حضور کو اجرت رب ہی دے گا۔ تمام مخلوق تو ان کے در کی بھکاری ہے۔ نیز حضور مظہر ذات کبریا ہیں۔ رب بلا معاوضہ دیتا ہے۔ حضور بھی بلا معاوضہ عطا کرتے ہیں۔ نیز ہماری کوئی خدمت نبی پاک کی معمولی عطا کا معاوضہ نہیں بن سکتی۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کبھی اپنی نبوت کو گزر اوقات کا ذریعہ نہیں بناتے۔ اپنے کسب سے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے نبوت کا ڈھونگ رچا کر نوابوں کی سی زندگی گزاری۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اور قرآن ساری خلقت کے لئے ہدایت ہے خواہ فرشتے ہوں یا جنات۔ انسان' جانور' درخت' پتھر' غرضیکہ جس کا رب اللہ ہے۔ حضور اس کے نبی ہیں ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت یہود کے ایک بڑے عالم مالک ابن صیف کے متعلق نازل ہوئی جو حضور سے مناظرہ کرنے آیا۔ پھر ناکام ہو کر ایسا مبہوت ہو گیا کہ بولا اللہ نے کسی انسان پر کچھ وحی نہ بھیجی جس پر خود اس کی قوم ناراض ہو گئی کہ تو نے ہمارا بھی بیڑہ غرق کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا منکر کبھی خدا کو پہچان سکتا ہی نہیں۔ خدا کی قدر وہی جان سکتا ہے جو نبی کی قدر جانے ۶۔ مالک ابن صیف تھا بڑا موٹا' خوب پلا ہوا' حضور نے پہلے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے توریت کی یہ آیت دیکھی ہے کہ اللہ موٹے پادری کو پسند نہیں کرتا وہ بولا۔ ہاں حضور نے فرمایا کہ تو موٹا پادری ہے۔ بحکم توریت تو مردود ہے۔ مالک ابن صیف کو غصہ آ گیا اور بولا کہ اس نے کسی بشر پر کوئی کتاب اتاری ہی نہیں۔ یہاں الزام کے طور پر اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر ایسا ہے تو موسیٰ علیہ السلام پر توریت کس نے اتاری تھی۔ خیال رہے کہ موٹے پادری سے مراد وہ پادری تھے جو حرام خوری کر کے خوب موٹے تازے ہو جاتے تھے ۷۔ یہاں لوگوں سے مراد صرف بنی اسرائیل ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام صرف انہیں کے نبی تھے۔ خیال رہے کہ ایک جگہ توریت کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمایا گیا۔ کیونکہ جب توریت اتری تھی تو بیان لکل شئی تھی مگر جب حضرت موسیٰ سے وہ زمین پر گر گئی تو ہدایت باقی رہ گئی بیان كل شيء اٹھا لیا گیا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ توریت کا کچھ حصہ ظاہر کرنے کو منتخب کیا کچھ چھپا رکھنے کو کیونکہ توریت شریف صرف پادریوں کے قبضہ میں تھی۔ قرآن مجید کی طرح عام لوگوں کے پاس نہ تھی۔ قرآن کا تو بچہ بچہ حافظ ہے۔ الحمد للہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے توریت کی حفاظت بنی اسرائیل کے ذمے فرمائی تھی۔ لہٰذا اس میں خلط ملط ہو گیا۔ لیکن قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لی لہٰذا محفوظ رہا۔ ۱۰۔ یعنی آج حضور کے ذریعہ تمہیں وہ علوم دیئے جا رہے ہیں جو تم سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے تھے۔ ان کی قدر کرو ۱۱۔ یعنی اگر مالک ابن صیف اب یہ نہ کہے کہ توریت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

والے نہیں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو تم انہیں کی راہ

اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

چلو تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر

ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ

نصیحت سارے جہان کو اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی

قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ

جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا تم فرماؤ

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى

کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ

ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا لئے ظاہر کرتے ہو اور بہت سے

كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ

چھپا لیتے ہو اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو اللہ

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ

کہو پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بے ہودگی میں انہیں کھیلتا اور یہ ہے برکت والی

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ

کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لئے کہ

اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہان میں اسکے گرد ہیں اور جو آخرت

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

پر ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں

ع ۱۲

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے[۱] یا کہے مجھے وحی آئی ہے

اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ

اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی[۲] اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا

اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

اللہ نے اتارا[۳] اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ

اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں[۴] آج تمہیں

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے

غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے[۵] اور بیشک تم ہمارے پاس اکیلے

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا[۶] اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال متاع ہم نے

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

تمہیں دیا تھا[۷] اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جنکا تم اپنے میں

اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ

ساجھا بتاتے تھے[۸] بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی[۹] اور تم سے گئے جو

مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ

دعویٰ کرتے تھے[۱۰] بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے[۱۱]

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ

زندہ کو مردہ سے نکالے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا[۱۲]

ع ۱۲

(بقیہ صفحہ ۲۲۰) پر اتاری تھی تو تم خود فرمادو کہ اللہ نے اتاری تھی ۱۲۔ یعنی ان کے نہ ماننے پر (   ) غم نہ کرو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ فرماؤ۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آنے والی ہے نہ نیا نبی۔ کیونکہ قرآن نے کسی نبی یا کتاب کی خوشخبری نہ دی۔ صرف گزشتہ کی تصدیق فرمائی ۱۴۔ خیال رہے کہ نماز کی حفاظت کمال ہے نہ کہ صرف پڑھ لینا۔

ا۔ اس طرح کہ غلط دعویٰ نبوت کرے یعنی کہے میں نبی ہوں حالانکہ وہ نبی نہ ہو ۲۔ شان نزول۔ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے متعلق اتری جو یمن میں قبیلہ بنی حنیفہ میں پیدا ہوا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضور کے زمانہ میں تھا اور صدیق اکبر کے زمانہ میں حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس جنگ میں خولہ بنت جعفر حنفیہ گرفتار ہو کر آئیں جو علی مرتضیٰ کی زوجہ ہوئیں انہیں کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے جن کی اولاد علوی کہلاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جھوٹوں میں بڑا جھوٹا وہ ہے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اسی لئے قانون قدرت ہے کہ دنیا پر اس کا جھوٹ ظاہر فرما دے۔ غلام احمد قادیانی نے جو بھی دعویٰ کیا اس میں جھوٹا ہوا۔ محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آ سکی۔ ثناء اللہ اس کی زندگی میں نہ مرے بلکہ وہ خود ثناء اللہ کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوا۔ ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت عبداللہ ابن ابی سرح کے متعلق نازل ہوئی جو کاتب وحی تھا پھر مرتد ہوا اور کہنے لگا کہ قرآن کی طرح میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اور میں اور حضور مل کر آیات قرآنیہ بنایا کرتے تھے' وجہ اس کی یہ تھی کہ ایک بار وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ نازل ہوئی۔ حضور نے لکھوانا شروع کی۔ جب آخر آیت تک پہنچے تو اس کے منہ سے نکلا۔ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ حضور نے فرمایا کہ آیت کا آخر یہی ہے لکھ لو۔ اس پر وہ مرتد ہو گیا۔ پھر فتح مکہ سے پہلے وہ ایمان لے آیا۔ (خزائن العرفان و روح البیان) مرقات میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی لاش کو زمین نے نکال پھینکا۔ واللہ اعلم ۴۔ فرشتوں کا یہ کلام اظہار غضب کے لئے ہے ورنہ جان نکالنا خود فرشتوں کا کام ہے نہ کہ کفار کا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر کو سخت موت زیادہ ہوتی ہے۔ جان کنی کی شدت کے ساتھ عذاب اور دنیا کے چھوٹ جانے کا صدمہ ہوتا ہے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو عذاب مرتے وقت ہی شروع ہو جاتا ہے کہ اس کی موت بھی عذاب قبر میں بھی عذاب اور آخرت میں بھی عذاب۔ دوسرے یہ کہ تکبر و غرور بڑی بُری عادت ہے اور ہر کافر متکبر ہے تکبر کی وجہ سے ہی نبی کی اطاعت نہیں کرتا ۶۔ چونکہ کافر مال و اولاد کی محبت میں ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ رب کی یاد نہیں کرتا اور اپنے بتوں وغیرہ کے متعلق یہ غلط عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مجھے خدا کے عذاب سے بچالیں گے۔ اس لئے اس سے عتاب کے طور پر یہ فرمایا جائے گا۔ ۷۔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مومن کے ساتھ اس کے صدقات خیرات' زندوں کی دعائیں۔ حضور کی شفاعت سب کچھ ہوں گے۔ کافر اکیلا رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گا۔ مومن اپنی جماعت کے ساتھ ۸۔ اپنی ذات میں اس طرح کہ تم کہا کرتے تھے کہ ہمارا خالق تو رب ہے مگر اس رب کے مددگار یہ بت ہیں کہ اگر ان کی مدد رب کے شامل حال نہ ہو تو وہ دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا۔ یا تم اپنی عبادتوں میں رب کے ساتھ انہیں بھی شریک کرتے تھے ۹۔ یہ تمام باتیں کفار کے لئے ہیں۔ انشاء اللہ مومنوں کی ڈوریں سلامت رہیں گی۔ ان کی رشتہ داریاں محبتیں کام آویں گی۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ

(بقیہ صفحہ ۲۲۱) امنوا الخ اور فرماتا۔ وَاَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ ۱۰۔ یعنی جن شیاطین نے تم سے وعدے کئے تھے کہ قیامت میں ہم تمہیں بخشوائیں گے۔ آج تم خوب بت پرستی کر لو وہ آج غائب ہو گئے۔ نہ دعویدار تمہارے ساتھ ہیں نہ ان کی مدد ۱۱۔ اب اس پر دلیل قائم فرمائی جارہی ہے۔ کہ ہم کسی کی مدد کے حاجت مند نہیں۔ غنی اور بے پرواہیں۔ جو ہم کو حاجت مند سمجھ کر ہمارا ولی کسی کو مانے وہ مشرک ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ یعنی جب ہم دانہ گٹھلی چیر کر پودے نکال سکتے ہیں۔ تو دوسرے کاموں میں غیر کے حاجت مند کیوں ہوں گے ۱۲۔ جان دار سبزہ کو بے جان دانہ دے۔ جان دار انسان کو بے جان نطفہ سے جاندار مرغ کو بے جان انڈے سے ایسے ہی عالم کو جاہل سے' ولی کو کافر سے' مومن کو منافق سے پیدا فرماتا ہے ایسے ہی اس کے برعکس بھی ہے۔ یہ سب اس کی حکمت کی قوی دلیل ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا ۱ اور اس نے رات کو

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

چین بنایا اور سورج اور چاند کو حساب ۲ یہ سادھا ہے زبردست جاننے

الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا

والے کا ۳ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

خشکی اور تری کے اندھیروں میں ۴ ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں علم والوں کیلئے ۵

وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ

اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ۶ پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے

مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ

اور کہیں امانت رہنا ۷ بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کیلئے ۸ اور وہی

الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ

ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ۹ تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی ۱۰

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ

تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ۱۱

النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ

اور کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ

وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا

اور زیتون اور انار ۱۲ کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ ۱۳ اس کا پھل

اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان

۱۔ صبح کے وقت مشرق کی طرف روشنی دھاگے کی طرح نمودار ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خط نے تاریکی چاک کر دی۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ ایسے ہی وہ کفر کی ظلمت پھاڑ کر اس میں نبوت کا نور پھیلانے والا ہے ۲۔ اس طرح کہ چاند سے قمری مہینے اور سورج سے شمسی مہینے بنتے ہیں۔ چاند سے اسلامی عبادات اور سورج سے موسموں نمازوں کا حساب لگتا ہے غرضیکہ ان میں عجیب قدرت کے کرشمے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی بھی اعلیٰ علم ہے کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے۔ رب نے آسمانی اور زمینی چیزوں کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا ہے ۴۔ کہ تاروں سے سمت اور وقت کا پتہ لگتا ہے۔ اس سے خشکی اور دریا کے سفر طے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی صحابہ کرام کے ذریعے ہدایت ملتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں صحابہ کرام کو تارے فرمایا ۵۔ یعنی تمام چیزیں علم والوں کی رہبری کرتی ہیں یہاں علم سے مرد وہ علم ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہو۔ اس سے جو خالی ہو' وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضرت حوا بھی آدم سے ہی پیدا ہوئی ہیں اس لئے انسانوں کے اصل اصول صرف آدم ہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد عورت سے افضل ہے کہ اس کی اصل اصول ہے۔ اسی لئے قرآن شریف کے اکثر احکام میں مردوں سے خطاب ہے۔ عورتیں ان کی تابع ہو کر داخل ہیں ۷۔ مستقر سے مراد زندگی میں زمین پر رہنا ہے اور مستودع سے مراد بعد موت زمین کے اندر رہنا یا پہلے سے مراد ماں کے پیٹ میں رہنا ہے اور دوسرے سے مراد باپ کی پشت میں ٹھہرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا قیام اور ہمارا یہاں رہنا عارضی ہے۔ اصلی مقام آخرت ہے۔ اس لئے دنیا کو دار الفرار یعنی بھاگ جانے کی جگہ اور آخرت کو دار القرار مستقل ٹھہرنے کی جگہ کہتے ہیں

۸۔ جنہیں دنیا کی سمجھ ہو۔ جو دنیا کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگالیں۔ ایسی سمجھ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مگر ہر ایک کو نہیں ملتی۔ ۹۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اڑا۔ پھر زمہریر کی ٹھنڈک سے بادل بنا پھر بارش بن کر ٹپکا۔ ورنہ بارش آسمان سے نہیں آتی بلکہ بادل سے آتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پانی اور تمام چیزوں کا خزانہ آسمان ہے۔ سمندر اور کنوئیں وغیرہ میں وہاں سے پانی آ رہا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۱۰۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح دانہ بغیر پانی کی مدد کے اگ نہیں سکتا ایسے ہی ہمارے اعمال بغیر کسی کی نظر عنایت کے بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہو سکتے۔ شیطان کے پاس اعمال کا تخم کافی تھا۔ مگر اسے نبوت کا پانی نہ ملا۔ لہٰذا قبولیت کا پھل نہ لگا۔ ۱۱۔ جیسے گندم' جو وغیرہ کی بالیوں میں دیکھا جاتا ہے ۱۲۔ جیسے رب

(بقیہ صفحہ ۲۲۲) تعالیٰ نے قالب کی پرورش کے لئے غذائیں اور پھل پیدا فرمائے غذا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی قلب کی پرورش کے لئے شریعت اور طریقت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے' طریقت اس زندگی کے لذیذ پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض غذا اور نوافل پھل ہیں ۱۳۔ کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں' پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ' یہ تمام چیزیں قدرت الٰہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان شکل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مومن کوئی فاسق ہے کوئی متقی' کوئی ولی ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء' انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ نیم اور بکائن کا

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا

والوں کے لئے ۱ اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ۲ اور حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس

لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑلیں جہالت سے ۳ پاکی اور برتری ہے اس کو

يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ

ان کی باتوں سے بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں

وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ

سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۴ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۵ اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان

وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ

ہے ۶ آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں ۷ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں ۸

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا

کی طرف تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر

عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

نگہبان نہیں ۱۰ اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کافر

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ

بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو ۱۱ اور اس لئے کہ اسے علم والوں پر واضح کردیں اس پر چلو جو تمہیں

درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور پیتل دونوں پیلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔

۱۔ یعنی اس سے دو باتیں معلوم کرو۔ ایک یہ کہ جو رب ایک پانی سے اتنی قسم کی سبزیاں پیدا فرمانے پر قادر ہے وہ ایک صور کی پھونک سے سارے عالم کو مارنے اور جلانے پر بھی قادر ہے لہٰذا قیامت برحق ہے دوسرے یہ کہ وہ رب ایک پیغمبر کی تعلیم سے گلشن ایمان و اسلام میں ہزارہا سبزے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ ولایت' قطبیت' غوثیت' علم' عمل و حکمت سب اس بارش نبوت سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم نباتات سیکھنا بھی مفید ہے۔

۲۔ مشرکین عرب' چاند' سورج کی طرح جنات کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کے نام کے بت بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود الٰہ وہ ہے جو خالق ہو۔ کسی کی مخلوق نہ ہو۔ ۳۔ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ اولاد نسل کی بقا کے لئے ہوتی ہے جو خود باقی ہے اسے نسل کی کیا حاجت' دیکھو' چاند' سورج تارے' قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی اولاد نہیں۔ تو رب تعالیٰ جو ہمیشہ باقی ہے وہ اولاد والا کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو۔ لہٰذا حضرت حوا' آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے نہیں پیدا ہوئیں۔ اسی لئے وہ بیوی بنائی گئیں۔ خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ انسان کا بچہ گدھا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خالق کا لڑکا مخلوق کیسے ہو سکتی ہے ۵۔ یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم اپنے اعمال کے خالق نہیں۔ ان کا بھی خالق اللہ ہے۔

کارب ہم ہیں ۶۔ سب کے رزق' موت' عمل' اجل' سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ مصیبت کے وقت حکام' حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی' ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں ۷۔ یعنی دنیا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جنتی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دنیا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى بہشتی دیدار کے بارے میں فرمایا۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۸۔ یعنی علمی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسمانی احاطہ اور گھیرنا رب کیلئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسمانی احاطہ وہ کر سکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لوٹا پانی کو' شہر پناہ شہر کو گھیرے ہوتے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ ۹۔ یعنی حضور کے معجزات اور قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ

(بقیہ صفحہ ۲۲۳) بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم میں ہدایت و ایمان کو بصارت اور کفر و ضلالت کو اندھا پن فرمایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر کسی کے ذمہ دار نہیں۔ اگر تمام جہان گمراہ رہے تو نبی کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام جہان ایمان لے آوے تو ان کی نبوت میں زیادتی نہیں ہوتی سورج کے انکار سے اس کا نور گھٹ نہیں جاتا۔ اور اقرار سے بڑھ نہیں جاتا۔ لہٰذا ہم حضور کے محتاج ہیں۔ حضور اپنے رب کے سوا کسی کے حاجت مند نہیں۔ ۱۱۔ یعنی قرآنی آیات کے نزول کی دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ سعید لوگ اس سے ہدایت پائیں۔ دوسرے یہ کہ بدنصیب یہ کہیں کہ آپ یہ قرآن کسی سے سیکھ کر ہم کو سناتے ہیں۔ چنانچہ کفار عرب کہتے تھے کہ بنی جبیر و یسار سے پڑھ کر ہم کو سناتے ہیں۔ خیال رہے کہ لِيَقُوْلُوْا میں لام عاقبت کا ہے نہ کہ تعلیلیہ 'یعنی ان آیات کے نزول کا انجام یہ ہو گا (تفسیر خازن و بیضاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات کفار کی گمراہی کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔ جیسے بارش سے بعض درخت سوکھ جاتے ہیں۔

۱۔ خواہ وحی جلی ہو جیسے قرآن یا وحی خفی جیسے حدیث شریف۔ کیونکہ حدیث و قرآن دونوں ہی وحی ہیں۔ لہٰذا یہ آیت چکڑالویوں کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ۲۔ یعنی فی الحال مشرکین سے روگردانی فرمالیں۔ ان پر سختی نہ کریں۔ جب جہاد کی آیات آویں تب جہاد فرمانا۔ لہٰذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے (خازن و بیضاوی) یا یہ معنی ہیں کہ آپ مشرکوں کی بات نہ مانیں۔ لہٰذا یہ آیت محکم ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کا کفر رب کے ارادے سے ہے ہاں اس کی رضا سے نہیں۔ ارادہ اور رضا میں بڑا فرق ہے۔ ۴۔ یعنی آپ ان کے ذمہ دار نہیں کہ ان کے کفر کا آپ سے سوال ہو کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے ۵۔ مسلمان کافروں کے بتوں کی برائیاں کرتے تھے۔ وہ بے وقوف شان الٰہی میں بکواس کرنے لگے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بت پرستوں کے سامنے ان کے معبودوں کو برا نہ کہو ابن انباری فرماتے ہیں کہ یہ آیت آیات جہاد سے منسوخ ہے جب مسلمانوں میں طاقت آگئی کہ کفار کو رب کی شان میں گستاخی سے روک سکیں تو انہیں اس کی اجازت مل گئی۔ (خازن۔ خزائن العرفان) اس لئے خود قرآن کریم میں شیطان اور بتوں اور سرداران قریش کی برائیاں بھری پڑی ہیں۔ رب نے فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الخ۔ اور فرمایا 'عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ وغیرہ' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگر غیر ضروری عبادت ایسے فساد کا ذریعہ بن جائے جو ہم سے سٹ نہ سکے' تو اس کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ بتوں کی برائی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ واعظ و عالم اس طریقہ سے وعظ نہ کرے جس سے لوگوں میں ضد پیدا ہو جائے اور فساد و مار پیٹ تک نوبت پہنچے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی کے متعلق یہ قوی اندیشہ ہو کہ اسے نصیحت کرنا اور زیادہ خرابی کا باعث ہو گا تو نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ کبھی ضد سے انسان اپنا دین بھی کھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ کفار مکہ اللہ کو مانتے تھے۔ پھر حضور کی ضد میں اس کی شان میں بھی بے ادبی کرتے تھے ۶۔ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا کفار کا طریقہ ہے۔ شیطان نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے قسم ہی کھائی تھی۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۔ ۷۔ شان نزول۔ کفار مکہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ حضرت موسیٰ عیسیٰ و صالح کے معجزات بیان فرماتے ہیں۔ اگر ہم کو ہماری منہ مانگی نشانیاں دکھادیں تو ہم آپ پر ایمان لے آویں فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ بولے کہ صفا پہاڑ سونے کا ہو جائے یا ہمارے بعض مردے جی کر آپ کی گواہی دے دیں۔ یا فرشتے ہمارے سامنے آجائیں۔ فرمایا اگر ان میں سے کچھ

بقیہ صفحہ ۹۶ پر

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ

تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے لہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ

منہ پھیر لو ۲ اور اللہ چاہتا تو وہ شرک نہیں کرتے ۳ اور ہم نے تمہیں ان پر

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا

نگہبان نہیں کیا اور تم ان پر کڑوڑے نہیں ۴ اور انہیں گالی نہ دو

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا

جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ

زیادتی اور جہالت سے ۵ یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر دیئے

اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتا دے گا جو کرتے تھے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی ۶ اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی

لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا

نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرما دو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں

يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ

کیا خبر کہ جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے ۸ اور ہم پھیر دیتے ہیں ان

اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ

کے دلوں اور آنکھوں کو جیسا وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے ۹

وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

اور انہیں چھوڑ دیتے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں